The image shows the front cover of a book. The cover is primarily a light cream color, featuring a complex, repeating geometric pattern of interlocking chevrons or zig-zags. The pattern is rendered in shades of pink, magenta, and orange. The pattern is oriented diagonally, running from the top-left towards the bottom-right. The top-left and bottom-left corners of the cover are reinforced with a dark blue, textured material. A small, rectangular, cream-colored label is affixed to the bottom-right corner of the cover, containing the text "MG15" and "N9743i" in black ink.

MG15
N9743i

MG15

.N97431

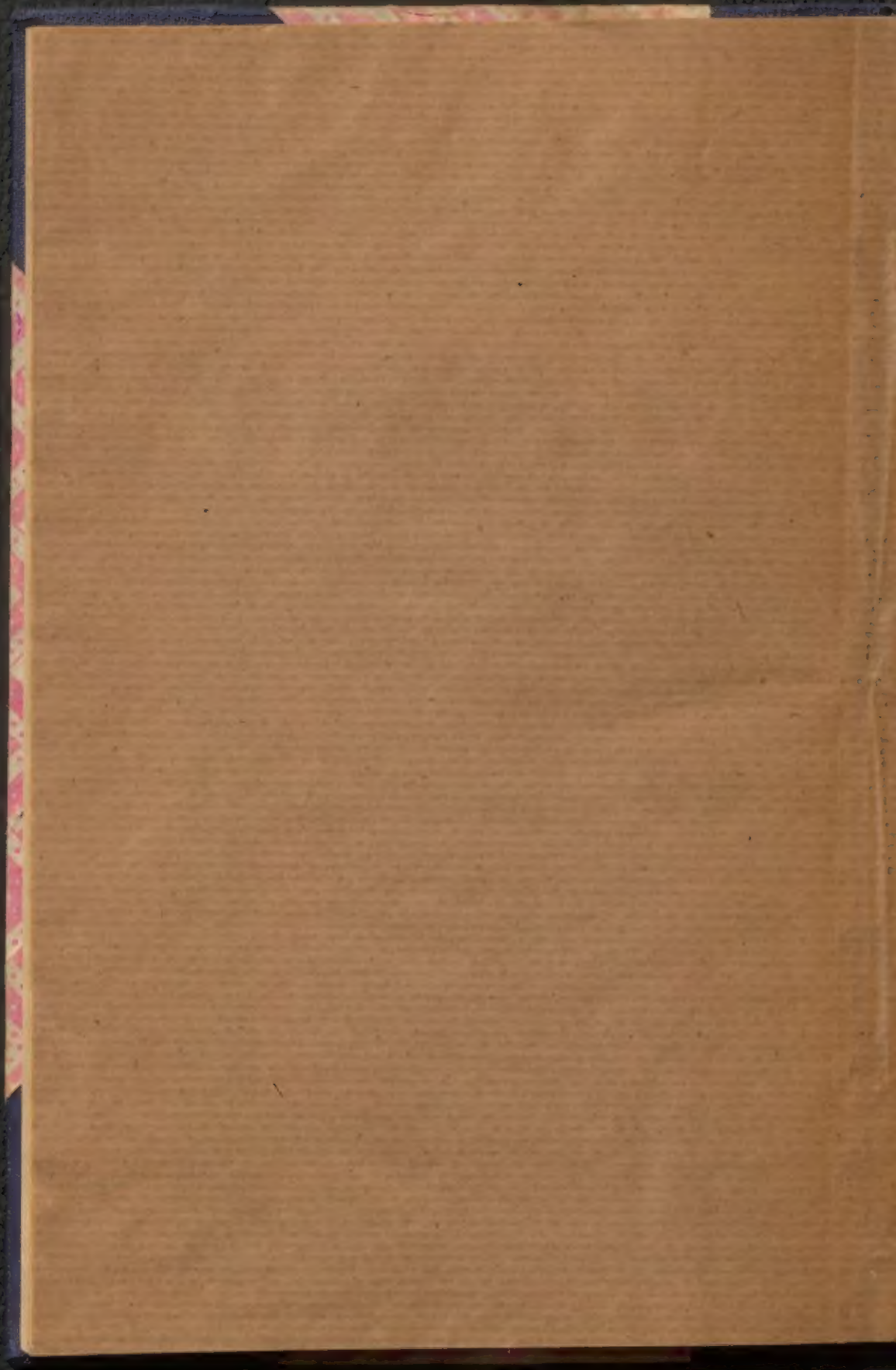
INSTITUTE
OF
ISLAMIC
STUDIES

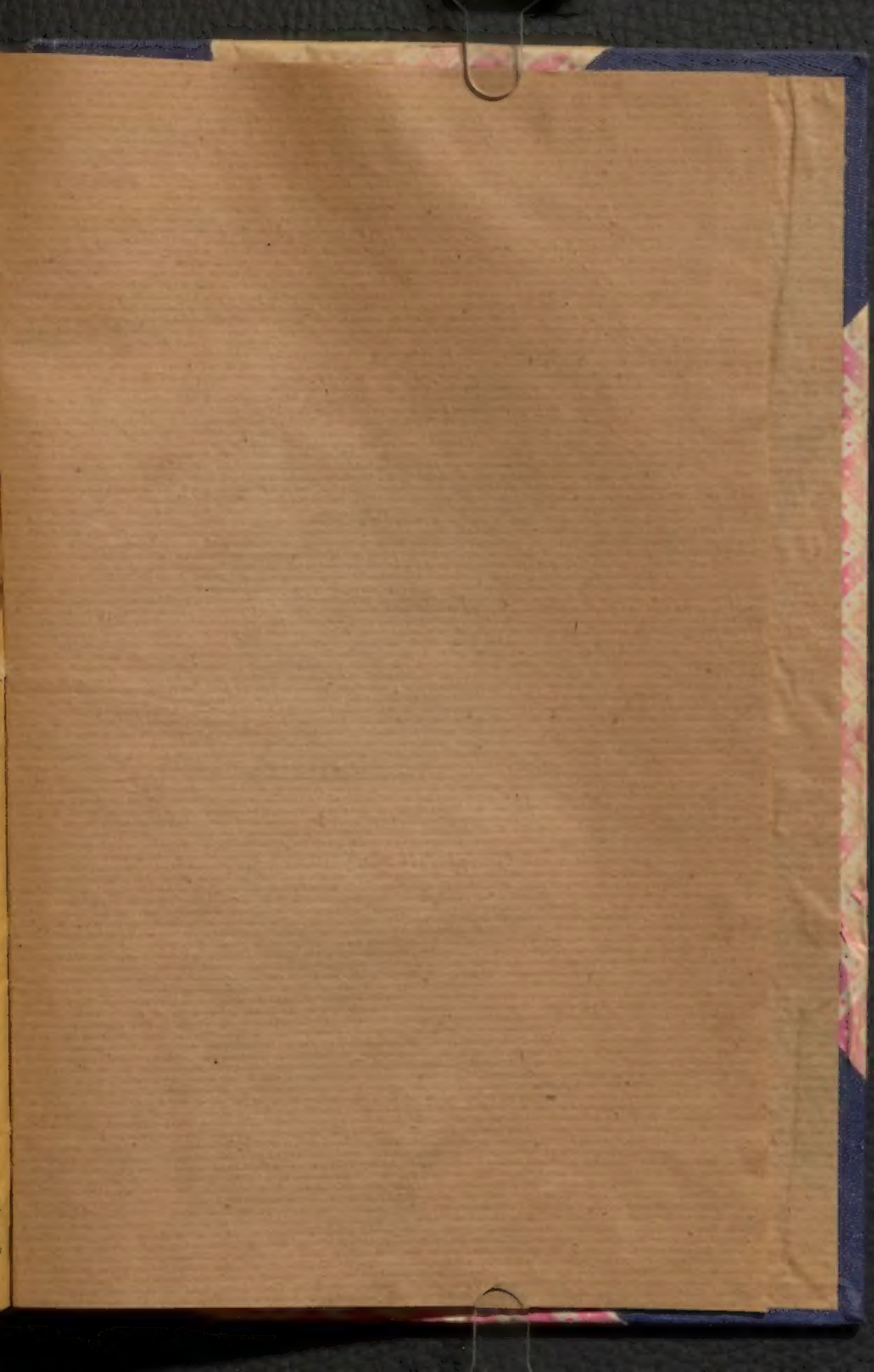
32908

*

McGILL
UNIVERSITY

3343340





ما المسیح ابن مریم الامسول

ابطال الوہیت مسیح

Abtal ul-uhyat-i Masih

مُصَنَّف

زبدۃ المتقین جناب مولیٰ نور الدین صاحب کیم یاست جموں
مُصَنَّف کتاب فیل الخطاب لمقدمہ اہل الکتاب غیرہ
جس کو

انجمن حمایت اسلام لاہور نے مولیٰ صاحب صوف کی اجازت سے
اہل اسلام کے فائدے کے واسطے طبع کرایا

سنہ ہجری المقدس

۱۲۹۰ھ عیسوی

مطبع مینہ ہویں ویں بخش ضامالک مطبع اہتمام چھپا

MG 15

N 97432

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حضرت سیدنا یحییٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خدا اور خدا کا بیٹا ہونے کا ابطال

اس مضمون پر لوگوں نے بہت کچھ لکھا ہے اور یحییٰ کے انسان رسول ہونے پر
دلائل بیان کیے ہیں۔ مگر قرآن نے نہایت ہی سیدھی اور صاف راہ اس
سئلے میں اختیار فرمائی ہے اور کہا ہے۔

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ
كَانَا نَايِبًا لِّدَانِ الطَّعَامِ أَنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ أَنْظُرُوا يَوْمَ يَكُونُ
سَبْعُ سُرْمَانِدَةٍ رُكُوعٍ ۱۰

قرآن جو خالقِ فطرت کا کلام ہے۔ انسان کو فطرت کے قانون پر توجہ دلاتا ہے۔ کسی

یحییٰ بن مریم تو ایک رسول ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسے رسول ہو گزرے ہیں۔ اور انکی ماں ایک
نیکی سخت عورت ہے۔ دونوں کھانا کھایا کرتے۔ دیکھ ان لوگوں کے لئے ہم کیونکر سچے نشان کھول
دیں۔ مگر بیان کرتے ہیں۔ پھر دیکھ کہاں پہلے جاتے ہیں۔

بھول بھلیاں فلسفیانہ اور منطقیانہ دقیق اور غیر قابل فہم دلیل سے بلکہ نیچر کے وزمرہ کے مشہورہ دلائل سے سادہ طبیعت کے فہم انسان کو جگاتا ہے کہ مسیح ایک سول مثل اگلے سولون کے تھے۔ اس کی ایک مان تھی۔ وہ کھانا کھایا کرتے اور یہ سہ گانہ پور ایسے مین جن سے کوئی عیسائی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اور ظاہر ہے کہ یہ عوارض اور صفات ایسے مین جو نوع انسان کو ہی لاحق ہوا کرتے مین اور یہی عوارض اور صفات مین جو انسان کو حوائج اور ضروریات جسمانی کی تحصیل و تحصیل میں مبتلا کرتے مین اور یہی اقتصاد و نیاز اس کی مخلوق اور محتاج اور عیب ہونے پر دلالت کرتا ہے سچ ہے جو کھانے کا محتاج ہوا۔ وہ ساری مخلوق کا محتاج ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ اغنی مطلق ہر احتیاج سے پاک اور ہر عریسے مبرا ہے۔ غرض ایک مین محتاج ہے۔ اور دوسرے مین غنی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ صفات و لوازم کے اختلاف سے ملزوم و موصوف کا اختلاف سمجھا جاتا ہے۔ ہم پتھر کو نباتات سے علیحدہ پتھر کے لوازمات و صفات سے یقین کرتے مین۔ اور نباتات کو پتھر سے الگ اس کے لوازمات و صفات سے حضرت مسیح مین انسان ہونے کے لوازمات و صفات نے حضرت مسیح کو انسان ثابت کیا۔ اور رسالت کے لوازمات نے مثلاً مڑون کا زندہ کرنا وغیرہ نے سول۔ اور اس امر نے کہ الوہیت کے لوازمات مثلاً غنی۔ خالق ہونا وغیرہ مسیح مین نہیں پائے جاتے۔ اس واسطے وہ خدایا خدا کے بیٹے نہیں ہو سکتے۔

ان بیانات سے حضرت مسیح کی انسانیت اور مخلوقیت تو صاف عیان ہے۔ مسیح کو خدایا خدا کا بیٹا ماننے والو مسیح کی خدائی کہاں سے نکل پڑی؟
اگر وہ ایک مخفی اور غیب الغیب راز ہے تو ایک خیال اور وہم سے بڑھ کر اس کی

کیا وقعت ہو سکتی ہے۔ کوئی زبردست اور بڑی قوی دلیل اس کی خدا بنائے تین
درکار ہے۔ کیونکہ مکلف انسان کے ایک ایسے مسئلہ میں جو اصول ایمان و نجاتِ فردی
سے تعلق رکھتا ہے کبھی مضبوط اور غیر مذہب اعتقاد نہیں رکھ سکتا جب تک کسی شے
دلیل نے اسکی دل کو مطمئن نہ کر دیا ہو۔ اور اگر الوہیت محضی اور ناگفتنی اسباب پر مبنی ہے
تو یوں تو شخص کہہ سکتا ہے۔ کہ میں بھی مجسم خدا ہوں۔ اور تمام دنیا کی بت پرست قوموں
نے دعویٰ کیا ہے۔ کہ انکے مقدس لوگ خدائے مجسم تھے۔ اور خدا تعالیٰ نے بغراض مختلفہ
جامہ جسمانی پہنا۔

جائے غور اور انصاف ہے۔ کہ مسیح بن کوئی خصوصیت اور جہت ہمیں اس بات کے
یقین کرنے پر مجبور کرتی ہے کہ مسیح تو خدائے مجسم تھا۔ اور باقی اوتاروں کے مرید اپنے
دعوئے بن صادق نہ تھے قرآن کہتا ہے:

قَالُوا اتَّخَذَ اللَّهُ وَلَدًا سُبْحَنَهُ هُوَ الْغَنِيُّ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ
اِنْ عِنْدَكُمْ مِنْ سُلْطٰنٍ بِهٰذَا اَتَقُولُوْنَ عَلٰی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ
سورہ یونس رکوع ۷

مسیح علیہ السلام کو خدائے مجسم ماننے والوں نے دو دعوے کئے ہیں۔

اول یہ کہ مسیح خدا تھے۔ اور دوم یہ کہ مسیح انسان تھے۔ کیا معنی کہ مسیح جامع الوہیت
و انسانیت تھے مسیح کا انسان بننا تو نشانِ کثرتِ اولیٰ و نبیہ مرسل ہے کیونکہ مسیح بھی سولوں میں سے
ایک رسول تھے۔ اگر انہوں نے معجزے دکھلائے تو اسی قسم کے کرشمے موسیٰ اور ایلیا

موانہوں نے کہا اللہ نے بیٹا بنایا ہے۔ وہ پاک غنی ہے زمین و آسمان میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اسی
باتوں کی تمہارے پاس کوئی دلیل نہیں۔ کیا اللہ نہا سمجھی سے باتیں بناتے ہو۔

اور الشیخ وغیرہ نے بھی دکھلائے مسیح کی ماٹن تھی اور وہ دونوں کھاتے پیتے تھے۔
 مان خدا ہونے کی دلیل چاہئے قرآن نے بھی کہا ہے تمہارے پاس کوئی دلیل
 مسیح خدا ہونے پر نہیں۔ تو پھر یونانی اور عیسائی جو چنانچہ بہت بالا کو مضمون واضح ہے۔

جس طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے خدو نے ارباب کیا ہے
 ایسی ہی حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 خدا کے بیانیہ نیکی و عقیدے کو اس طرح باطل ٹھہراتا ہے

اَنۡیۡ یَّکُوۡنَ لَہٗ وَلَدٌ لَّمَّا تَمَّکُنۡ لَہٗ صَاحِبَۃٌ وَّخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ وَہُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیۡمٌ
 ذٰلِکُمۡ اِلٰہُ رَبِّکُمۡ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ فَاعْبُدُوۡہٗ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ کَلِیۡلٌ اٰنۡذِرُکُمۡ
 اَلَّا یَبۡصُرَ وَہُوَ بَیۡدَرُکُمۡ اَلَّا یَبۡصُرَ وَہُوَ اللّٰطِیۡفُ الْخَبِیۡرُ سۡ عَلَمٌ رَّکِیۡعٌ

یہ ایک شخص کی شہرت کبھی سکے گی گرامی اللہ کے باعث ہو کر تھی ہے اور کبھی کسی اللہ کے باعث اور کبھی
 ذاتی جوہر کی وجہ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی اللہ کے جبرائیل میں بطور نذرانہ الیہ لکھی گئیں وہ اپنی خاندان
 کی بی بی کے پاس ورنہ تھی۔ تمام یہودی تو مہر سال و شہر میں آتی و صدیقہ مریم علیہا السلام کو ان کے مکتبی اسلئے
 انہی ان بھی وقت تھی حضرت مسیح علیہا السلام کے ذاتی جوہر ان ابتدائے وقف نہ تھی۔ آخر منکر ہوئی۔
 گمراہی والدہ جدہ صدیقہ مریم کی غلط و بزرگی کی قائل تھی یا کم از کم یوں کہنے کو اسلئے اچھی طرح وقف تھی
 اسلئے مسیح علیہا السلام کو ابن مریم کہتی۔

و اسکے کہان سے پتا ہوا۔ اسکا تو کوئی ساتھی نہیں اسنے سب چیزوں کو پیدا کیا۔ اور وہ کل چیزوں کو

گو یا قرآن کریم کتا ہے مسیح ابن امدکن معنون پر ہیں۔ آیا عرفی اور حقیقی معنون پر مسیح
ولد امدیا مجازی معنون پر اگر عرفی اور حقیقی معنون ہیں ہیں۔ یہ تو صحیح نہیں کیونکہ اس
صورت میں سیدہ مریم علیہا السلام کو خدا کی جو رو اور اس کا ساتھی ہونا ماننا ضروری اور لازمی
امر ہے۔ اور تمام عیسائی اور سارے عقلاء سیدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کا امدتعالیٰ کا
صاحب ہونا اعتقاد نہیں رکھتے۔

اگر مجازی معنی ولد امد اور ابن امد کے لیتے ہو۔ اور حقیقی اور عرفی معنی نہیں لیتے ہو تو
مجازی معنی نہایت وسیع ہیں۔ ولد امد کے معنی خدا کے جسم خدا کے ساتھ ذاتاً متحدی
تجوید کرنا ہرگز ہرگز صحیح نہیں کیونکہ اگر یہ معنی لوگے اور مسیح کو امد اور امد کا بیٹا
کہو گے۔ تو ضرور ہوگا کہ مسیح ذات و صفات میں خدا ہو۔ یا خدا کے برابر۔ اور صفات معنویت
اور صفت خلق اور علم وغیرہ میں جو انسانی جسم کے لحاظ سے نہیں بلکہ روح کے لحاظ سے
خدا کی اسی صفات رکھتا ہو۔ مگر ظاہر ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام میں یہ صفات کاملہ خدا کی
طرح موجود نہ تھیں غور کرو۔

پہلی صفت کاملہ صفات میں سے علم کامل ہے۔ صفت بھی حضرت مسیح علیہ السلام میں
پوری موجود نہ تھی خود حضرت مسیح فرماتے ہیں۔ مگر اُس دن اور اس گھڑی کی بابت سوا
باب کے نہ تو فرشتے جو آسمان پر ہیں اور نہ بیٹا کوئی نہیں جانتا I

دوسری صفت معبود ہونا خود حضرت مسیح علیہ السلام نماز میں پڑھتے اور دعائیں مانگتے

م جاننے والا ہے۔ یہی اللہ تمہارا رب ہے اسکے سوا کوئی معبود نہیں کل شیا کا خالق ہے اسکی
عبادت کرو۔ اور وہ سب کا کارساز ہے۔ اسے آنکھیں نہیں پاستین۔ یا آنکھیں گھیر نہیں سکتیں اور وہ کھون
کوتاہا۔ یا انکا احاطہ کر سکتا ہے اور وہ لطیف و خیر ہے۔

I قرس ۳۳ باب ۴۲ متی ۲۴ باب ۳۶ و جمال اباب ۲۶ باب ۳۸

تھے۔ کیا معنی عابد تھے معبود نہ تھے۔

تیسری صفت خلق کل شئی مسیح علیہ السلام فرماتے ہیں۔ دین بائین بھجانا میرا کام نہیں۔ مگر انہیں کو جنکے لئے میرے باب سے تیار کیا گیا۔^۲
چوتھی صفت لادکہ الالبنا مسیح ایسے ہی محسوس و مشہود صورت شکل والے انسان تھے جیسے انسان ہوتے ہیں البتہ ذرہ حسین و جلیل نہ تھے۔ جس حالت میں صفات کاملہ جو اکثر جمیست کے لحاظ سے نہیں ہوا زمین مسیح علیہ السلام میں نہ تھیں تو مسیح خدا کے بیٹے کیسے ہو سینگے۔

ایک نادان عیسائی مفسر نے جس کو خواہ مخواہ بدزبانی اور دھوکھا دہی کی دہشت اپنی تفسیر میں لکھا ہے۔ کہ یوحنا ۱۲ باب ۱۷ سے معلوم ہوتا ہے۔ مسیح سب کچھ جانتا تھا۔^{۱۱}
جہاں کہا۔ میں نہیں جانتا۔ وہ اسلئے کہا کہ اسے اُس موقع پر اظہار مطلوب نہ تھا۔ مگر میں کہتا ہوں اگر اظہار مطلوب نہ تھا۔ تو جھوٹھ بولنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیونکہ کیا کہہ بیٹا بھی نہیں جانتا کیونکہ صاف فرمایا کہ اس وقت اس امر کا ظاہر کرنا۔ مصاحت کے خلاف ہے۔ بلکہ ٹھیک بات یہ ہے کہ سب کچھ کا لفظ کتب مقدسہ کے محاور پر عموم محیط کے معنی نہیں دیتا۔ جیسا اظہار عیسوی کے صفحہ ۱۷۲-۱۷۱ اور ۱۸۲ سے ظاہر ہے۔ پس یوحنا ۱۲ باب ۱۷ میں یہ کہنا کہ مسیح سب کچھ جانتا تھا۔ اس امر کا مستلزم نہیں۔ کہ محیط کے معنی رکھتا ہو۔ اظہار عیسوی میں بحجاب اس سوال کے کہ کتاب اعدا کے ۱۳ باب ۱۷ میں لکھا ہے۔ انہوں نے مدیانیوں سے لڑائی کی۔ جیسے یہوواہ نے موسیٰ سے فرمایا تھا۔ اور ان کی سارے مردوں کو قتل کیا۔

اور قاضیوں کے باب اور مین کہتے تھیندہ دو سو برس بعد اس حادثہ کی مدیانیوں نے
سات برس تک سب بنی اسرائیل کو مغلوب رکھا۔ پس ان دونوں کتابوں میں بڑا
تعارض ہے کیونکہ جب سب مدیانی مارے گئے تھے۔ تو یہ قوت مدیانیوں میں کہاں
سے آگئی)

اور جو اس سوال کے کہ (خرج باب ۶ مین ہے)۔ مصر لوں کے سب مویشی مر گئے
اور آیت ۲۰ مین ہے کہ فرعون کے نوکر دن میں ہر ایک جو بیواہ کے کلام سے ڈرتا
تھا۔ اپنے نوکر دن اور مویشیوں کو گھروں میں بھگا دیا۔ بھلا جب سب مویشی مرنے
کے مر گئے۔ تو فرعون کے نوکر دن کے لئے مویشی کہاں سے آ گئے)

ان دونوں سوالات کے جواب میں پادری ٹھا کر دس نے اظہار غیو میں لکھا
ہے۔ کہ سب کچھ کا لفظ عموم محیط کے معنے نہیں دیتا۔ یعنی سب کچھ کے کہنے سے لازم
نہیں آتا کہ کوئی مدیانی بھی نہ رہا۔ اور کوئی بھی مویشی باقی نہ رہا ہو بلکہ یہ معنے ہیں
کہ اکثر مدیانی مارے گئے۔ اور اکثر مویشی ہلاک ہوئے مین کتا ہوں۔ اگر یہ جواب سہ سے
تو اسی طرح جہان یوحنا باب ۳ اور متی ۱۱ باب ۲۷ نے کہا حضرت مسیح علیہ السلام
سب کچھ جانتا تھا اسکے بھی یہی معنے ہیں۔ کہ اکثر جانتے تھے۔ عموم محیط کے معنے نہیں
ایسے ہی یوحنا ۱۱ باب ۶ مین ہے۔ سب جتنے مجھ سے پہلے آئے۔ چور اور بٹ مار تھے
یہاں بھی سب کا لفظ عموم محیط کے معنے نہیں دیتا کیونکہ حضرت موسیٰ اور حضرت داؤد
حضرت ابراہیم اور حضرت ایوب علیہم الصلوٰۃ والسلام چور اور بٹ مار نہ تھے۔

ایک اور طرز جو نہایت قابل غور ہے۔ کسی چیز کا کسی چیز سے ہونا تین طرح ہو سکتا ہے
اول خالق سے مخلوق کا ہونا۔ کہ خالق نے اپنی کامل طاقت پوری قدرت سے ایک

سے ایک چیز کو پیدا کر دیا۔

دویم ایک چیز کے دو یا کئی ٹکڑے ہو جاوین تو ہم کہدین یہ ٹکڑے فلاں چیز سے پیدا ہو گئے۔

سویم کیمیاءی طور سے دو چیزوں کے میل سے ایک تیسری چیز پیدا ہو جاوے۔
اب کسی کے ولد اور ابن پر اگر ہم نگاہ کریں کہ دو کے میل سے تیسرا پیدا ہو جاوے۔ تو ظاہر ہے کہ قانون کے نظارے میں بیٹا کا باپ سے پیدا ہونا یوں ہوا کرتا ہے۔ کہ دو بیٹے نروادوہ باہم ملین اور جنین بنے۔

اب اس تمہید کے بعد گزارش ہے۔ غور کرو قرآن کریم کس طرح حضرت مسیح و غیرہ بزرگان کو خدا کے بیٹا کہنے پر ملزم ٹھہرتا ہے۔ انی یکون لہ ولد ولم تکن لہ صاحبہ کیا معنی۔ نادانو کسی کو خدا کا بیٹا ماننے الو۔ اگر یہ لوگ جن کو تم بیٹا کہتے ہو۔ الہی مخلوق ہیں۔ تو کوئی مقام محبت نہیں۔ اور اگر خدا کے ٹکڑے ہیں تو آپس کے تم قاتل نہیں۔ تو امت کا اعتقاد اور کسی کے بیٹا کہنے کا مدار تو قانون قدرت کے نظارے میں اس بات پر موقوف ہے۔ کہ دو چیزیں آپس میں ملین اور ان سے تیسری چیز پیدا ہو جاوے۔

تمنے صرف امدتعالیٰ سے بدون کسی صاحبہ ماننے کے حضرت مسیح کو خدا کا بیٹا کیسے مان لیا۔

عیسائی مانتے ہیں کہ ازل سے اکیلے باپ سے حضرت مسیح ازل میں پیدا ہوا۔ اور وہ مان جتنا کوئی نہ تھی۔ بدون دوسری چیز کے ایک چیز سے تو والد نہیں ہوا کرتا۔
ایک اور قرآنی دلیل ہے جو حضرت مسیح کے ابن الہیہ کو باطل کرے
د خلق کل شی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ سب ایمان لوگوں کے جو کسی بزرگ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے اور جو چیرا خلق ہو وہ باپ اور جو بیٹا ہو اپنے باپ کی مخلوق نہیں ہو کرتا۔ کیونکہ بیٹے کا ہونا طبعی امر ہے۔ اور قدرت و ارادے سے باہر ہو کرتا ہے۔ اور خالق ہونا اختیار اور ارادے کا شمت ہے۔ جیسے عیسائی خود مانتے ہیں کہ بیٹا نجات کے واسطے ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے اس ارادہ سے نکالا کہ نجات ہو۔

ایک اور دلیل

وہو بکل شئی علیہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کسی بزرگ آدمی کو خدا کا بیٹا ماننے والے اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا عالم یقین کرتے ہیں۔ ایسا کامل علم اور ایسے محیط سمجھ چاہتی ہے۔ کہ فاعل خالق بالارادہ ہو۔ کیونکہ شعور و علم ہی طبعی افعال و خلق میں امتیاز بخش ہے طبعی افعال میں شعور اور ارادہ نہیں ہوا کرتا ہے۔ ان تمام دلائل کو ایک جگہ جمع کر کے قرآن فرماتا ہے۔ بلایع السموات والارض انی بکن لہ ولد ولم یکن لہ صاحبتہ وخلق کل شئی وہو بکل شئی علیہ اور ایک جگہ قرآن کریم فرماتا ہے۔

وقالوا اتخذ الله ولدا سبحنه هو الغنی له ما فی السموات وما فی الارض ان عندکم من سلطان بهذا تقولون علی الله ما لا تعلمون اس جگہ حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کے سوا کسی در بزرگ کے بیٹا ہونے کو اللہ تعالیٰ اس طرح باطل فرماتا ہے۔

اللہ تعالیٰ غنی ہے اور احتیاج سے پاک۔ اور کسی کا بیٹا ہونا اللہ تعالیٰ کے غنی اور بے پردہی کو باطل کرتا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا تو ولد اس لئے ہو گا۔ کہ وہ پاک ذات آپ کسی کام

سے عاجز ہو گئی۔ مثلاً اپنے عدل کے لحاظ کسی کو نجات نہیں دے سکتا۔ اسکا سوا اسکو ضرورت
 پڑی کہ جیسے عیسائیوں کا اعتقاد ہے۔ کہ اسکا بیٹا ہو جو نجات دلا سکے۔ یا بیٹا اسلئے کہ اسے
 شہوت مٹانے کی حاجت پڑی۔ یا بیٹا اسلئے کہ اسے اپنا جانشین بنانے کی ضرورت پڑی
 اور بالکل ظاہر ہے۔ کہ بیٹا باپ سے اصل میں مساوی ہوا کرتا ہے۔ مگر چونکہ بیٹا بیٹا ہوئے
 باپ کا محتاج ہیں اگر مسیح علیہ السلام خدا تعالیٰ کے معاذ اللہ بیٹے ہوتے تو غنی اور بے پروا ہی
 میں باپ کے مساوی ہوتے مگر بیٹا ہو کر خلیج سے پاک نہیں ٹھہر سکتا پھر ذات باری تعالیٰ
 ترکیب سے پاک کیونکہ مرکب ترکیب کرنے والے کا محتاج ہوا کرتا ہے جب مرکب ہوا تو بیٹا
 اس سے کیونکہ علیحدہ ہوا۔ پھر بیٹا ہونا بعدیت کو چاہتا ہے۔ اور ازلی بیٹا ہونا بعدیت کے
 خلاف ہے۔

عیسائیوں نے جس قدر دلائل مسیح کی الوہیت اور تثلیث کے اثبات میں جو انشاء
 الوہیت مسیح ہے بیان کئے ہیں سب کے سب سادہ اعتقادی پر مبنی ہیں اور اسلئے ضعیف
 بیکار ہیں۔

میں بے عیب حد خدا کی مدد اب بیان کر کے ان پر سرج کر تا ہوں۔ بڑے بڑے
 مسیح کی الوہیت پر تثلیث پر مسیح کی الوہیت کا ایک سرچشمہ ہے یہ ہیں۔
 پہلی دلیل مسیح کی الوہیت پر تثلیث ہے۔ اب تثلیث کے دلائل اور انکا ابطال سنئے۔
 پہلی دلیل۔ توریت شریعت کا پہلا جملہ۔ برا الوہیم۔ برا فعل ہے۔ اسکے معنی پیدا
 کیا۔ الوہیم۔ اس کا فاعل ہے عیسائی مذہب کے لوگ اس جملہ سے تثلیث ثابت کرتے ہیں۔ کیونکہ
 برا فعل وحسہ اور الوہیم اس کا فاعل جمع ہے۔ اور اس میں تثلیث کا اشارہ پایا جاتا ہے۔
 اس دلیل پر حرج الوہیم نکلا ہے۔ الوہ سے۔ اور الوہ معبود برحق اور عبود باطل دونوں

پر بولا جاتا ہے۔ الہیم جمع ہے۔ الوہ کی۔ پس اسکے معنی معبودان باطل اور معبودان برحق کے ہونگے۔ الوہ کے جمع الہیم کا لفظ قاضیون اور سردارون اور فرشتون اور وہو پر بھی بولا گیا ہے جمع کے معنی اسمین لازمی اور ضروری نہیں الوہ بمعنی معبود برحق۔
 نجمیہ ۹ باب ۱۷۔ الوہ بمعنی معبود باطل۔ دانیال ۱۱ باب ۳۷ و ۳۸

۲ تاریخ ۳۲ - ۱۵

حقوق - ۱ - ۱۱

یوب - ۱۲ - ۹

الہیم۔ جو الوہ کی جمع ہے۔ واحد حقیقی شخصی پر بھی بولا گیا ہے۔
 موسے کو خروج ۷ باب ۱۔ اور خروج ۴ باب ۱۶ میں الہیم کہا گیا۔ خدا کہتا ہے میں تجھے اے موسیٰ فرعون کے لئے الہیم بنایا۔ اور مارون کے لئے الوہیم بنایا۔
 الوہیم بمعنی جمع معبودان باطل کے واسطے۔

استثنا - ۱۳ - ۱۷ - ۳۲ - ۳۹ -

قضات - ۵ - ۸ - ۱۰ - ۱۴

۱ سلاطین - ۹ - ۲

۲ سلاطین - ۱۹ - ۱۸ -

۱ تاریخ - ۵ - ۲۵ -

۲ تاریخ - ۱۳ - ۹ - ۲۵ - ۱۴

زبور - ۹۷ - ۷

زبور - ۱۳۶ - ۲

پر مباحہ - ۲۵ - ۱۱ - ۱۱ - ۱۲ - ۱۶ - ۲۰

الوہ بنیم بادشاہان و سرداران و قاضیان

غروج - ۲۲ باب ۲۸ آیت

استثنا - ۱۰ - ۱۴

زبور - ۸۲ - ۱ - ۱۳۸ - ۱

پیدائش - ۶ - ۴۷۲ -

غروج - ۲۱ - ۶ - ۲۲ - ۸ - ۲۲ - ۹

الوہ بنیم فرشتہ ما

اسمویل - ۴ - ۸ - ۲۸ - ۱۳ -

۲ - اسمویل - ۶ - ۱۳

زبور - ۸۲ - ۶ - ۸ - ۵ -

الوہ بنیم خدا واحد حقیقی

پیدائش - ۱ - ۱ -

۱ - سلامین - ۱۸ - ۲۴ - ۳۹ -

معبودان باطل اور بادشاہوں اور سرداروں اور قاضیوں اور فرشتوں پر اکثر بنیم جمع ہے۔ اور کبھی معنی واحد و سرحد و رب حق پر ہمیشہ بنیم واحد حقیقی آتا ہے۔

علاوہ برین اگر اشارات ہی سے ثابت کرنا چاہتے ہو۔ تو پہلے تثلیث کو اور دلائل سے ثابت کر لو۔ پھر اشارات سے اسکی تقویت کرو۔ تب میں۔ صریح تثلیث کا اعتقاد کتب مقدسہ سابقہ میں نہیں۔ اگر ایسے وہی اشارات سے اس کا ماننا باعث نجات

ہے۔ جیسے خوش عقیدہ عیسائیوں کا خیال۔ تو عیسائی نصاب سے سنیں۔ اور مومن
کو نجات یافتہ یقین کریں۔

قرآن میں متعدد جگہ باری تعالیٰ کی ذات بابرکات کو بصیغہ جمع تعبیر فرمایا ہے
انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون

س ۱۷ سحج رکوع ۱۔

نحن خلفناکم فلولا تصدقون

س ۲۷ سواقعه رکوع ۲۔

نحن قد مرنا بینکم الموت بما نحن بمسبوقین۔

س ۲۷ سواقعه رکوع ۲۔

اور مسلمان قرآن کے تمام جملوں پر ایمان لائے ہیں۔ موسیٰ اور ہر اس غیر انبیاء اگر ایسے
ہی محفل برا الوہیم کے جملے میں الوہیم کو جمع بولنے سے نجات پا گئے۔ تو مسلمان بھی
باری تعالیٰ کی ذات واحد پر جمع کے کلمات بولنے سے کیوں نجات نہ پاویں گے۔ رہا تفصیلی
ایمان اول تو وہ عیسائیوں کو بھی حاصل نہیں کیونکہ وہ تثلیث اور الوہیت کے بھید کو سمجھنے
کے لئے انسانی عقل کو قاصر خیال کرتے ہیں۔ مسیح سے پہلو کو کیونکر حاصل ہو گا۔
دویم۔ کتب سابقہ میں سے تفصیل موجود نہیں۔ بعد تسلیم ان سب مراحل کے عیشیوں
کی خدمت میں عرض ہے۔

۱۔ بیشک ہم ہی نے اس قرآن کو اتارا اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ ہم ہی نے تم کو پیدا کیا۔ پھر
تم تصدیق نہیں کرتے ہم ہی نے تم میں موت کو مقدر کیا۔ اور ہم کو کوئی حیت نہیں
سکتا۔

بجائے انفس تکیث یا جمع کے کلموں میں کی الوہیت کو کیا تعلق ہے؟

دوسری دلیل

دیو مرہیوۃ الوہیم بن ہا آدم کا احد۔ منہو۔

ترجمہ۔ کہا خدا نے ہو گیا آدم ہم میں سے ایک کی مانند۔ اس آیت سے تکیث ثابت ہوئی۔

جواب۔ اس ترجمہ میں کا حد کا ترجمہ ایک عام ترجمہ کے طور پر کیا گیا۔ ورنہ اس کا ترجمہ حقیقت میں یکہ ہے۔

ایوب۔ ۲۳-۱۳-

غزل الغزلات۔ ۹-۷-

اور منہو کا لفظ مرکب ہے۔ من اور ہو سے ترکیب کے وقت عربی زبان میں جیسے عربی میں نون وقایہ ہوتا ہے۔ ایک نون لاتے ہیں۔ اسلئے من ہو۔ من نہو ہو گیا۔ اور ۷۰۱ میں ما اور نون بدل جاتے ہیں۔ اسلئے من ہو من نہ ہو بن کر من نہو ہو گیا۔ تین نون جمع ہونے سے پہلا نون سیم سے بدل گیا۔ اور باقی دو نون مان دو نو نون ایک دوسرے میں مدغم ہوئے۔ تحقیقات بالا سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ صیغہ غایت کا ہوا متکلم مع الغیر کا جسے عیسائیوں نے خیال کیا ہے۔ پس منہو کا ترجمہ ہو گیا۔ ہمیں سے نہ ہم میں سے۔

دیکھو منہو غائب کا صیغہ

پیدائش۔ ۲-۱۷-۳-۱۱-۱۷-۲۳-۲۶-۱۹-۱۹-

اخبار۔ ۲-۱۱-۳-۱۷-۱۹-۵-۲-۳-۱۷-۶-۷-۳-

جس طرح ان مقامات میں ابن امجد کا لفظ صرف خاص تعلق اور مناسبت کے واسطے بولا گیا۔ اسی طرح ابن امجد کا لفظ کیون نہیں لیا جاتا۔

اب ہم ان محاورات کو لکھتے ہیں جن میں ابن امجد کا خاص کلمہ وسیع من نہایت ہی وسیع معنوں میں مقدمہ کرتے لیا ہے۔

۱۔ آدم علیہ السلام خدا کے بیٹے و وقاس باب ۳۸

۲۔ شیش علیہ السلام خدا کے بیٹے۔ پیدائش باب ۶

۳۔ اسرائیل علیہ السلام خدا کے بیٹے۔ خراج باب ۲۲

۴۔ افراتیم خدا کا پلوٹھا بیٹا۔ یرمیا باب ۳۱ و ۲۰۔ انکے لئے خدا کی لڑائی و لڑائی گئیں

۵۔ داؤد علیہ السلام خدا کے بڑے بیٹے زبور ۸۹-۲۶ و ۲۷

۶۔ سلیمان علیہ السلام خدا کے بیٹے۔ تاریخ باب ۲۲ و ۱۰ و ۲۸ باب ۲۶

۷۔ قاضی مفتی خدا کے بیٹے۔ زبور ۸۲-۶

۸۔ تمام بنی اسرائیل خدا کے بیٹے۔ رومی باب ۴۔ استثنائاً باب ۲۲ باب ۱۹

۹۔ تمام حواری خدا کے بیٹے۔ ایوحناس باب ۲

۱۰۔ سب عیسائی خدا کے بیٹے بلکہ سب مومن ایوحناس باب ۹۔

۱۱۔ سب یتیم خدا کے بیٹے۔ زبور ۶۸-۵

۱۲۔ سب خاص و عام خدا کے بیٹے۔ متی باب ۶ و ۱۸ و ۱۰ باب ۱۱ و پیدائش باب ۴

۱۳۔ اشرف خدا کے بیٹے۔ پیدائش باب ۶

۱۴۔ بدکار یسعیا۔ ۳۰ باب ۱۔

ان تمام مقامات میں ابن امجد کا کلمہ یا صلیحا اور تیک لوگون پر بولا گیا ہے۔ یا

اُن لوگوں پر جن کے لئے سامان تربیت دنیا میں کم ہیں۔ یا بہشت افون اور عو سا
پر۔ یا ساری مخلوق پر اور ان تمام جگہوں میں جتنی ابناء اللہ ہیں وہ سب کے سب
مخلوق ہی ہیں ان میں کوئی بھی خدا ہے مجسم نہیں خالص ابن انسان ہیں۔ یا
صرف انسان۔ ان میں خدا کوئی بھی نہیں۔ پس حسان محاورات کے اگر مسیح ابن اللہ
بھی صرف انسان ہی ہوں۔ خدا ہوں۔ تو ہمارے کونسی کلام مجبور کرتی ہے۔ کہ ہم مسیح کو تو
ابن اللہ یعنی خدا کے مجسم کہیں۔ اور لوگوں پر لفظ ابن اللہ کا اطلاق صرف انسان
یا ابن انسان پر تین کرین۔ کوئی ابن اللہ کا محاورہ خدا ہے مجسم لئے یقینی نہیں
ہو اور حضرت مسیح کا ابن انسان ہونا محاورات ذیل سے ثابت ہے۔

ستی باب ۱۔ یسوع ابن داؤد بن ابراہیم۔

ستی ۸ باب ۲۰۔ ابن آدم۔ مسیح ہیں۔

ستی ۹ باب ۶۔ ابن آدم انسان ہیں۔

ستی ۱۶ باب ۱۳۔ میں جو ابن آدم انسان ہوں کون ہوں

ستی ۱۱ باب ۱۹۔ انسان کا بیٹا کھاتا پیتا آیا۔

لے مان۔ ایوب باب ۶ اور باب ۱ کی تفسیر میں انگریزی مفسر طاس اسکاٹ نے لکھا ہے کہ نبی اللہ یعنی خدا
کے بیٹے جو اس میں لکھے ہیں ان سے مراد پاک فرشتے اور دوسری جگہ ایوب باب ۳۸ میں جو نبی اللہ یعنی خدا
کے بیٹے لکھے ہیں ان سے مراد نبی مفسرین سمجھتے ہیں۔ یہ حاشیہ خاکسار نے سید گلاب شاہ کی خاطر لکھا ہے کہ انکو
فصل الخطاب کے اس فقرے سے تمام انبیاء خدا کے بیٹے ملائکہ خدا کے بیٹے ایوب باب ۶ و ۲ باب ۱۸ و ۳۸ باب
کے حوالے سے لکھے تھے۔ تحریر ہوا۔ نور الدین۔

اور وہ کہتے ہیں۔ دیکھو کھانا اور شرابی خراجگیروں اور گنہگاروں کا دوست متی ۱۳
باب ۵۵۔ بڑھتی کا بیٹا۔ ایسا ہے اور انا جیل میں مسیح کا ابن انسان ہونا تھا ہے
اور عیسائی لوگ بھی مسیح کا ابن انسان ہونے سے منکر نہیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی کہتے
ہیں۔ کہ یہ ابن انسان حقیقت میں وہی خدا تھا۔ جب اسے جسم اختیار کیا تو وہی
ابن آدم کہلایا اس تفصیل سے اس قسم تو واضح ہو گیا۔ کہ مسیح پر ابن آدم ہونے سے
ابن کے حقیقی معنی مقصود نہیں۔ کیونکہ ابن کے حقیقی معنوں میں لازم تھا ہے کہ
مسیح خدا کے لفظ سے ہو۔ اور مریم صدیقہ خدا کی جو رو نہیں۔ الایہ معنی بالکل صحیح ہیں
صاف صاف غلط ہیں۔ نہ تو عیسائی مریم کو جو دانتے ہیں نہ مسلمان۔ بلکہ کوئی عقل والا
اس امر کو جائز نہیں کرتا اس واسطے ابن آدم کے حقیقی معنی اور اس کا عرفی مفہوم اور
نہ ہوگا۔ بلکہ اس کلمہ ابن آدم کی کوئی اور معنی اور اس کا کوئی اور مفہوم اس عرفی اور
حقیقی معنی کے اور اسے ہوگا۔

مرقس ۵ باب ۹ مسیح کو ابن آدم لکھتا ہے۔ اور لوقا سے آیت کے بدلے ۳۲ باب
۴ مسیح کو بار اور نیک اور صالح لکھتا ہے۔ یعنی جبائے ابن آدم بار ہوتا ہے۔ پس ہم
دعوے کرتے ہیں کہ جہاں مسیح نے اپنی نسبت ابن آدم کہا وہاں معنی بار لیا ہے۔
خدا نے محسوس نہیں کیا۔ کیا دلیل ہے جس کی باعث ہم مجبور ہو کر کہیں مسیح ابن آدم کے
لفظ سے مراد خدا ہے۔

بلکہ لفظ ابن آدم سے نیکی اور الوہیت کا کیا ذکر ہے۔ عالم بیان دار کے معنی لینے بھی
نہیں اسلئے کہ بدکار بھی خدا کے بیٹے ہیں۔ یسعیاہ ۴۰ باب ۱۔

غرض ابن آدم کے لفظ سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ مسیح خدا ہے۔ ہم مزید توضیح کے لئے

لکھتا ہوں۔ آیات ذیل پر غور کی نگاہ کرو۔

یوحنا کا پہلا خط ۳ باب ۱ دیکھو کیسی محبت باپ نے ہم سے کی ہے۔ کہ ہم خدا کے فرزند
کہلاویں۔ اسے پیار وہم خدا کے فرزند ہیں اور ہر نوز ظاہر نہیں ہوا کہ ہم کیا کچھ ہونگے
پر ہم جانتے ہیں کہ جب وہ ظاہر ہوگا تو ہم اس کی مانند ہونگے۔

اور یوحنا ۳ باب ۷ میں کہتا ہے۔ ہر ایک جو محبت رکھتا ہے سو خدا سے پیدا ہوا ہے۔
یوحنا کے پہلے خط ۲ باب ۹ میں ہے۔ ہر ایک جو خدا سے پیدا ہوا ہے گناہ نہیں کرتا کیونکہ
اس کا تخم اس میں تھا ہے۔ اور وہ گناہ کر نہیں سکتا۔ کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے۔ اسی سے
خدا کے فرزند اور شیطان کے فرزند ظاہر ہیں۔

طیطیس جو عام ایمان کے دو سے میرا سر زندقہ جیتی ہے۔ طیطیس اباب ۴۔

پیدائش ۲ باب ۳ خدا کے بیٹوں نے آدمیوں کی بیٹیوں سے جو خوب صورت
تھیں حسب پسند جو زمین بنائیں ان آیات صد میں غور کرو۔ کہیں ابن اللہ خدا سے
محکم منصف دیتا ہے۔ نہیں نہیں۔

چوتھی دلیل وہ عجبات اور کشتے ہیں جو حضرت مسیح نے دکھلائے مگر معجزات او
کرشمن سے بھی الوہیت مسیح کا اثبات صحیح نہیں۔ کیونکہ معجزات مسیح میں بڑا اور عمدہ
اور اعلا درجہ کا عجبا مردوں کا زندہ کرنا۔ الاہم بھی مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں
جس سے اسکی الوہیت ثابت ہو۔

ابلیاس نے بھی مردوں کو زندہ کیا۔ ۱۔ سلاطین ۷ باب ۲۲

ایلیس نے بھی مردہ کو زندہ کیا۔ ۲۔ سلاطین ۴ باب ۳۵

ایلیس کی مردہ لاش نے بھی مردہ کو زندہ کیا۔ ۳۔ سلاطین ۲ باب ۲۱

خرقیل نے ہزاروں پرانے مردوں کو زندہ کیا۔ خرقیل ۳۷ باب ۱۰

موسے اور مارون نے لکڑی کا سانپ بنایا۔ خروج ۷ باب ۱۰

موسے اور مارون نے گرد و غبار کو جاندار جوئیں بنایا۔ خرچ ۶ باب ۱۷

یہ سب لوگ چونکہ اسرائیلی ہیں پس حسب محاورہ و تصدیق خرچ ۶ باب ۱۲۲

۱۴ باب ۲۲ باب ۱۹

خدا کے بیٹے بلکہ پہلو ٹھہرے ہیں۔ اور انہوں نے مردوں کو بھی زندہ کیا پس چاہئے کہ یہ لوگ بھی بدون خصوصیت مسیح مجسم خدا ہوں جس حالت میں یہ لوگ ابن انسان خدا مجسم نہ ہوئے۔ بائبل انہوں نے مردوں کو بھی زندہ کیا پھر مسیح علیہ السلام کیونکر خدا مجسم مانے گئے۔

دوسرا معجزہ۔ بیماروں کو اچھا کرنا۔

مگر ایسے نے نعمان سپہ سالار کو جو کوڑھی تھے اچھا کیا۔ ۲ سلاطین ۵ باب ۱۴

یوسف نے اپنے باپ یعقوب کو آنکھیں دین۔ پیدائش ۴۶ باب ۴ و ۳۰

تیسرا معجزہ۔ تھوڑے سے کھانے کو اور شراب کو زیادہ کر دکھانا۔

ایلیا نے مٹھی بھر آٹے کو اور تھوڑے تیل کو اتنا بڑا دیا کہ وہ سال بھر تک تمام نہوا۔

سلاطین ۱۷ باب ۱۲ سے ۱۶

ایسے نے بھی تیل کو برکت سے بڑھایا۔

۲ سلاطین ۴ باب ۲۲-۶

چوتھا معجزہ۔ بدون کشتی دریا پر چلنا۔

مگر یاد رہے موسیٰ نے سمندر کو ایسا لٹھ مارا کہ وہ پھٹ گیا۔ اور ایسا وہ سیال پانی

الک الک کھڑا رہ گیا۔ کہ ہزاروں بنی اسرائیل خشک سمندر سے پار ہو گئے۔ اور غزن
کو داخل ہوتے دبا لیا۔ خراج ۳ باب ۲۱ و ۲۲

یوش نے یرون کو پایاب ہی نہیں کیا بلکہ کھلا دیا۔ یوش ۱۲ باب ۱۴۔
ایلیا اور الیسع نے بھی دیا کو دو ٹکڑے کر دیا۔ ۲ سلاطین ۲ باب ۸ سے ۵ تک
بلکہ حضرت سچ نے ستریا میں تم سے سچ کتا ہوں۔ کہ جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ یہ کام جو میں
کتا ہوں وہ بھی کریگا۔ اور ان سے بڑے کام کرے گا۔ اور فرمایا جو ایمان لائے انکے علامات
معجزات ہونگے۔

بلکہ عیسائیوں میں اگر رائی برابر بھی ایمان ہو تو مسیح سے زیادہ عجیب کر سکتے ہیں جب
مومن ایمان کے ویسے مسیح سے بھی بڑے بڑے کام کر سکتا ہے۔ تو حضرت مسیح ان معجزات کے
باعث کیونکر مجسم خدا ہو سکتے ہیں معجزات تو صرف ایمان سے بلکہ رائی کے برابر ایمان سے
بھی حاصل ہو سکتے ہیں۔ خدا بننے یا صاحب بنات کو خدا بنانے کی ضرورت نہیں۔
پادری صاحبان۔ حضرت مسیح نے فرمایا جھوٹے بنی اور جھوٹے مسیح بھی کہ متین دکھلائینگے
جس حالت میں جھوٹے بنی اور جھوٹے مسیح کرشمے اور عجائب و غرائب معجزات دکھا سکتے
ہیں۔ تو حضرت مسیح ان عجائبات اور تماشوں سے کیونکر یقیناً خدا ہو گئے۔

غور سے سنو۔ پادری صاحبان۔ بخیلی مذاق پر انجیل سے کوئی معجزہ مسیح سے ثابت
نہیں کیونکہ معجزات میں پہلا معجزہ مسیح کا مردوں کو زندہ کرنا ہے۔ بخیلی محاورہ میں
مردہ کا زندہ ہونا اگر تامل و فکر سے دیکھا جاوے۔ تو کوئی بات مافوق العادت معلوم نہیں
ہوتی۔ کیونکہ

لوقا ۱۰ باب ۴ میں ہے خدا کو سارے مل ساری جان سارے زور سے ساری سمجھ سے

پیار کر۔ اور پڑوسی کو جیسا اپنے ساتھ تو تو جیگا۔ لوقا ۵ باب ۲۳۔
 ایک شخص کا بیٹا باپ سے علیحدہ ہو گیا۔ اور دور چلا گیا۔ جب ناوم ہو کے واپس آیا۔ باپ
 نے خوشی کی اور کہا یہ مر گیا تھا اب جیا ہے۔ یعنی کھو گیا تھا۔ اب ملا ہے رومی کا خط ۶ باب
 ۱۰۔ وہ جو مواسو گناہ کی نسبت ایک بار موائیچر جو جیتا ہے خدا کی نسبت جیتا ہے۔

آخری ۵ باب ۱۲ پولوس کہتا ہے مین ہر روز مرنے ہوں۔
 یوحنا ۵ باب ۲۲ اور ۶ باب ۴۷ اگر کوئی شخص میرے کلام پر عمل کرے تو وہ ابد تک
 ہرگز نہ دیکھیگا۔

لوقا ۴ باب ۴ انسان روٹی سے نہیں خدا کی بات سے جیتا ہے۔ آیات مذکورہ
 سے صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ مردہ ہونا نبیل مین گنہگار ہونے اور الگ ہونے پر بولا جاتا ہے
 پس کیا ممکن نہیں کہ ہم کہہ دیں جن کو مسیح نے زندہ کیا انکو اپنی پاک تعلیم سے نیک بنایا۔
 اور وہ جو الگ ہو گئے تھے۔ انکو ساتھ ملایا۔ اور ایسے استعارہ آمیز اور تخیلی زبان سب
 الہامی کتابوں مین پائی جاتی ہیں۔ دوسرا معجزہ اند ہے اور کوڑھی کو اچھا کرنا۔
 یوحنا ۹ باب ۳۹ وہ جو نہیں دیکھتے ہیں اور جو دیکھتے ہیں اندھے ہو جاویں۔ یہاں بھی
 اندھا ہونا۔ اور دیکھنا کیسے حقیقی معنوں مین بولا گیا ہے۔ اور اس سے روحانی بصارت
 اور اعلیٰ مراد ہے۔

تیسرا کھانا بڑھانا۔ الا کھانا بھی آنجلی محاورہ مین کچھ اور ہی نظر آتا ہے۔
 یوحنا ۴ باب ۴۴ یسوع نے کہا میرا کھانا یہ ہے کہ اپنے بھجنے والے کی مرضی سبلاؤن۔
 یوحنا ۶ باب ۴۸ مسیح کہتا ہے زندگی کی روٹی مین ہوں تمہارے باپ داود نے
 بیابان مین کھایا اور مر گئے۔ روٹی جو آسمان سے اتری ہے وہ ہے کہ کوئی آدمی کسی

لکھاوے تو نہ مرے۔

میں ہوں وہ جیتی روٹی جو آسمان سے اترے گی اگر کوئی شخص اس روٹی کو کھائے تو اب تک جیتا رہے۔ اور روٹی جو زمین دوں گا۔ وہ میرا گوشت جو میں جہان کی زندگی کے لئے دوں گا۔

پانی کا محاورہ بھی قابل غور ہے۔

یوحنا ۴ باب ۱۱ مسیح ایک عورت کو فرتنے میں اگر تو مجھ سے پانی مانگے۔ تو میں جیتا پانی دیتا۔

یوحنا ۷ باب ۳۷ اگر کوئی پیاسا ہو مجھ پاس آوے اور پیے جو مجھ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کے بدن سے جیسے کتاب کستی ہے جیتے پانی کی ندیاں جاری ہوں گی۔ نہر اور دریا کا محاورہ۔

یرمیاہ ۲ باب ۱۳ انہوں نے مجھ جیتے پانی کو چھوڑ دیا۔

یرمیاہ ۱۷ باب ۱۳ انہوں نے خدا کو جو آب حیات کا سوتا ہے ترک کیا۔

پانچویں دلیل الوہیت مسیح پر

یوحنا ۸ باب ۲۳ تم نیچے سے ہو میں اوپر سے ہوں تم اس جہان کے ہو میں اس جہان کا نہیں۔ اور اوپر سے خدا ہی ہے۔

جواب مسیح کی اس میں خصوصیت نہیں۔ ہر ایک نیک صالح تارک الدنیاؤ سے ہے اور نیچے سے دنیا کے طالب اور اہل دنیا اور بدکار ہیں۔ دیکھو۔

یوحنا ۱۵ باب ۱۹ اگر تم دنیا کے ہوتے تو دنیا اپنوں کو پیار کرتی۔ لاکھن اس لئے کہ

تم دنیا کے نہیں۔

یوحنا ۱۴ باب ۱۴ اس لئے کہ جیسے میں دنیا کا نہیں دے بھی دنیا کے نہیں۔

پھٹی دلیل مسیح کی الوہیت پر

میں اور باپ دونوں ایک ہیں۔ یوحنا ۱۰ باب ۳۰۔

جب باپ سے آسمان ہوا تو مسیح ذات میں خدا سے متحد ہوا اس لئے ذات میں خدا ہوا

جو اب مطلق وحدت عیسائیوں کے نزدیک بھی صحیح نہیں کیونکہ باپ و بیٹا

اور روح القدس تینوں الگ الگ بھی ہیں۔ پھر اس وحدت میں جو یوحنا ۱۰ باب ۳۰

میں مذکور ہے مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں۔ کیونکہ یوحنا ۱۰ باب ۳۰ میں حواریوں

اور ان لوگوں کے لئے جو ان کی کلام سے مسیح پر ایمان لاؤ گئے مسیح خدا کے آگے صحت

کرتا ہے۔ کہ وہ سب ایک ہو رہے ہیں جیسا کہ تو اسے باپ مجھ میں اور وہ بھی ہم میں

ایک ہوں۔ اور یوحنا ۱۰ باب ۳۰ میں ہے اے قدوس باپ اپنے ہی نام سے نہیں

جنہیں تو نے مجھے بخشا حفاظت سے رکھتا کہ وہ سب ہماری طرح ایک ہو جاویں۔

اور یوحنا کے پہلے خط ۱۰ باب ۵ خدا نور ہے۔ اور اس میں تاریکی نہیں۔ اگر ہم کہیں

کہ اس کے ساتھ شراکت رکھتے ہیں اور تاریکی میں چلتے ہیں۔ تو جھوٹ بولتے ہیں۔

اور سچ پر عمل نہیں کرتے۔

برہم اگر نور میں چلیں جس طرح وہ نور میں ہے تو ہم ایک دوسرے کے ساتھ شراکت

رکھتے ہیں۔

اور انجیل یوحنا ۱۰ باب ۳۴ یسوع نے انہیں جواب دیا کیا تمہاری شریعت

میں یہ نہیں لکھا ہے کہ میں نے کہا تم خدا ہو جبکہ اس نے نہیں خبکہ پاس خدا کا کلام آیا خدا کا اور ممکن نہیں کہ کتاب باطل ہو تم اسے جسے خدا نے مخصوص کیا اور جان میں بھیجا۔ کہتے ہو کہ کفر کہتا ہے کہ میں نے کہا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں۔ اگر میں باپ کے کام نہیں کرتا تو مجھے ایمان مست لاؤ۔ اور یوحنا ۱۲ باب ۴۴ میں یسوع نے پکار کے کہا وہ مجھے ایمان لائے۔ مجھے نہیں بلکہ اس پر جس نے مجھے بھیجا۔ ایمان لانا ہے۔

ان تمام آیات میں غور کرو جس وحدت اور اتحاد کے باعث عیسائیوں نے مسیح کو خدا کہا، ایسے وحدت مسیح کے سوا اور ایسا نڈارون میں بھی موجود ہے۔ گو مسیح نسبت عام عیسائیوں اور جواریوں کے یہ اتخاف اعلیٰ درجہ کا ہوا ہے۔ کہ یہ وحدت او یکتائی صرف مان داری کی وجہ سے ہے۔ نہ حقیقی اتحاد سے خود پولوس رسول کی کلام سے یہ بات ظاہر ہے۔

آخرتی ۶ باب ۵ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہارے بدن مسیح کے اعضا ہیں۔ پس کیا میں مسیح کے اعضا ٹیکہ کسی کے اعضا بناؤں۔ ایسا نہوے۔ کیا تم کو خبر نہیں کہ جو کوئی کسی سے صحت کرتا ہے۔ سو اسے ایک تن ہوا کیونکہ وہ کہتا ہے کہ ایسے مدون ایک تن ہونگے پھر وہ خداوند سے ملا ہوا ہے سو اس کے ساتھ ایک تن ہوا ہے۔

ساتوین دلیل مسیح کی الوہیت پر۔

یوحنا ۱۴ باب ۹ جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا کیونکہ میں باپ میں ہوں اور باپ مجھ میں۔

جواب پادری صاحبان! اس میں بھی حضرت مسیح کی خصوصیت نہیں کیونکہ اسے ۱۴ باب ۲۰ میں ہے۔ اس روز تم جانو گے کہ میں باپ میں اور تم مجھ میں۔ اور میں تم میں

آیت میں صاف واضح ہوتا ہے۔ کہ جیسے مسیح عیسائیوں میں اور عیسائی مسیح میں
 ہیں ایسے ہی مسیح خدا میں اور خدا مسیح میں تھا۔ علاوہ برین جن آیات سے عیسائیوں
 نے استدلال کیا ہے۔ اسے بظاہر ظرف کا مطروف ہونا۔ اور اسی مطروف کا اسی ظرف
 کے لئے ظرف ہونا ثابت ہوتا ہے۔ اور عیسائی مذہب کے عقائد پر مسیح بن خدا اور کسم
 در میان ظرف اور مطروف والی نسبت یا حلول والے علاقہ نہیں۔

نیلر جواب یہ ہے کہ مسیح دنیا میں جس کسم لحاظ دیکھا گیا۔ نہ روح کے لحاظ سے اور جس کسم
 سے خدا دنیا میں یا آخرت میں نہیں دیکھا جاتا۔ پس مسیح کا یہ فرمانا کہ جس نے مجھے دیکھا
 اسنے باپ کو دیکھا اپنے ظاہری معنوں سے صحیح نہ ہوگا۔

چوتھا جواب یوحنا ۱۷ باب ۱۲ میں لکھا ہے۔ جو شخص ایمان لاوے۔ وہ بھی مسیح
 اور خداوند میں ایک ہے پس چاہئے کہ مطابق اسکے ہر ایک عیسائی مسیح کی طرح خدا سے
 مجسم ہو۔

پانچواں جواب ۲ قرنتی ۶ باب ۱۶ کہ تم زندہ خدا کی سیکل ہو چنانچہ خدا نے کتنا
 اُن میں رہو لگا۔ اور نہیں چلو لگا۔ پادری صاحبان غور کرو۔ پولوس کے سارے
 مخاطب خدا کے سیکل ہیں۔ اور خدا ان میں ہے۔ پس چاہے وہ سارے خدا سے مجسم ہو
 پادری صاحبان بات یہ ہے۔ جو شخص کسی اپنے سے اعلیٰ کی طرف منسوب ہوتا ہے
 مثلاً کسی کانوکریا الہی یا شاگرد یا چیلارشتہ دار یا دوست ہوتا ہے۔ تو اس
 نوکر الہی شاگرد چیلارشتہ دار دوست کی تعظیم یا تحقیر یا محبت اسکے آقا یا استاد یا
 معزز رشتہ دار یا دوست کی طرف منسوب ہوگی۔ اور یہی انہی محاورہ بھی ہے دیکھو
 متی ۱۰ باب ۴۰ جو کوئی تم کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے

قبول کرتا ہے وہ اسے قبول کرتا ہے۔ جسے مجھے بھیجا اور لوقا ۹ باب ۴۸ میں ہے جو کوئی اس لڑکی کو میرے نام پر قبول کرتا ہے۔ وہ مجھے قبول کرتا ہے۔ اور جو مجھے قبول کرتا ہے۔ اسے قبول کرتا ہے۔ جسے مجھے بھیجا۔

اور لوقا ۱۰ باب ۱۶ جو تمہاری سنتا ہے میری سنتا ہے اور جو کوئی تم کو رذل جانتا ہے۔ مجھے رذل جانتا ہے۔ اور جو کوئی مجھے رذل جانتا ہے۔ رذل جانتا ہے۔ اسے جس نے مجھے بھیجا۔

مستی ۵ باب ۳۵ میں بھوکھا تھا۔ تمنے مجھے کھانا کھلایا۔ میں پیاسا تھا۔ تمنے مجھے پانی پلایا۔ میں پرہیزی تھا تمنے مجھے گھر میں آمارا میں ننگا تھا۔ تمنے مجھے کپڑا پہنایا۔ میں بیمار تھا تمنے میری عیادت کی میں قید تھا تم میرے پاس آئے۔ یوحنا کا پہلا خط ۳ باب ۴ آیت نے صاف صاف ایسے شہنشاہوں کو خوب حل کیا۔ اور مسیح کو خدا کہنے یا سمجھنے والوں کی اصلاح کی جہاں کیا۔

جو اسکے جیون پر عمل کرتا ہے۔ یہاں اور وہ یہاں رہتا ہے۔ اور اسے جو اسے یہاں ہے۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ ہم میں رہتا ہے۔

اور یوحنا کا پہلا خط ۴ باب ۱۹ میں ہے ہم اس میں رہتے ہیں اور وہ ہم میں۔

آٹھویں دلیل مسیح کی الوہیت پر انکا بے باپ ہونا

یہ دلیل نہایت کمزور ہے۔ اور ہرگز مدعا کے مستند نہیں کیونکہ آدم حسب نسب ہمہ لوقا خدا کے بیٹے ہیں۔ اور وہ جسمانی باپ نہیں کہتے تھے۔ اور خواہی بقول عام آدم اور عیسا یون کے بے مان اور بے باپ پیدا ہوئے گو بڑی اور گوشت کا محاورہ جب

کتب مقدسہ جیسا کہ پیدائش ۲۹ باب ۴ میں ہے کہ لابن نے یعقوب کو کہا۔ تو میری
ہڈی اور گوشت ہے اور دیکھو۔ پیدائش ۲ باب ۲۳۔

قاضی ۹ باب ۲

۲ سموئل

اور ملک صدق حسباً عمرانیان، باپ ۳ بے باپ اور مان کے پیدا ہوئے۔ اگر
سبح بے باپ پیدا ہونے سے خداے مجسم ٹھیرتے ہیں۔ تو لازم ہے کہ آدم
اور حوا اور ملک صدق کی سب خداے مجسم ہوں۔
خاکسار نے دیکھا ہے کہ

بعض نہایت نادان عیسائیوں نے یہاں تک غلو اور غلطی کھائی ہے کہ قرآن مجید
سے جس کی صد مائتوں میں حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا انکار کیا گیا
ہے ٹائے افسوس اسی قرآن مجید سے حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا و رحمت ہونے کو
ثابت کرنے بیٹھے ہیں۔

قرآن مجید کی ان آیات میں سے جن میں حضرت مسیح علیہ السلام کے خدا ہونے کا
انکار کیا گیا ہے۔ یہ تین آیتیں سن رکھو۔

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ
لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ ثَالِثُ ثَلَاثَةٍ
مَا الْمَسِيحُ بْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ

ہاں ان عجیب و غریب مانع والے عیسائیوں نے قرآن کریم کے آیات ذیل سے حضرت
مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر استدلال کیا ہے۔

پہلی آیت

وَمَرْيَمَ ابْنَتِ عِمْرَانَ الَّتِي أَحْصَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيهِ مِنْ رُوحِنَا

سورہ تحریم آیت نمبر ۱۲

دوسری آیت

إِنَّمَا الْمَسِيحُ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ رَسُولُ اللَّهِ وَكَلَّمَتْهُ الْقَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحَ مِنْهُ

سُورَةُ التَّوْبَةِ ۱۱۰ اے رکوع ۲۲ سید پارہ

عیسائیوں کا ثبوت ان آیات میں جس میں اہل اسلام کے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنا فرستادہ اور اللہ تعالیٰ کا فرج اللہ تعالیٰ سے کم نہیں بلکہ عین خدا ہے۔

الجواب

عیسائیو! اگر ایسے دلائل سے کام چلانا ہے تو پھر یوں کہو کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی خدا ہیں معاذ اللہ کیونکہ قرآن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی نسبت بھی اسی طرح میں دہنا کا کلمہ بولا ہے جس طرح سوال کی پہلی آیت میں حضرت سیدنا مسیح علیہ السلام کی نسبت میں دہنا فرمایا غور کرو اس آیت

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

س ۱۶ م مریعہ رکوع ۲۶

اے پس بنا لیا میں نے اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پردہ تو بھیج دیا ہے والد فرماتا ہے اچکی طرف اپنے ہاتھ کو تپ بٹکیا وہ روح ہمارا میرے سامنے پورے آدمی کی شکل پر

اے اسمین کسی کو وہ ہڑپے کہ یہاں بھی حضرت مسیح مراد ہیں تو اس کے ساتھ کی اور دو

آیتیں پڑھ لے

قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ تَقِيًّا قَالَا اِنَّمَا اَنَا رُسُوْلُ رَبِّكَ
لَا هَبْ لَكَ غُلًا مَّا ذَكِيًّا

س ۱۶ سر مریم رکوع ۲

بلکہ چاہے

کہ حضرت سیدنا آدم علیہ السلام کے سانس بھی خلی نسبت خدا نے دئی فرمایا ہے خدا
قَالَ اَسْوِيْتَهُ وَلَقَدْ فَوَّضْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ فَقَعُوْا لَهُ سَاجِدِيْنَ

س ۱۷ سر مجید رکوع ۴

بلکہ سب آدمیوں کے ارول خدا ہوں

کیونکہ قرآن مجید میں نسل آدم کی نسبت آیا ہے کہ ان کی روح خدا کی روح ہے
لَمْ يَجْعَلْ لَّنْصَلَهُ مِنْ سُلٰلَتٍ مِّنْ مَّاءٍ يَّجِيْنُ لَمْ يَسُوِيْهُ وَنَفَخْ فِيْهِ مِنْ رُّوْحِيْ
س س رکوع

تب کما میر نے میں الرحمن کی حمایت چاہتی ہوں تیرے مقابل میں اگر تو خدا کا خوف کرنے والا
ہو کما (اے خدا کی روح جبریل نے) میں تو صرف تیرے رب کا بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اور اس لئے
ایا ہوں کہ تجھے ایک اچھا بچہ دیاؤں (اسکی بشارت سے مراد ہے)

نہ پس جب میں اے (آدم کو) ٹھیک درست کر دوں اور میں اپنی روح رسانی (پھونک دوں تو اس لئے
گرد پو سجود کرتے۔

تھے نبی اولاد آدم کے ایسے خلاصہ جو یہاں ذکر ہو پھر ٹھیک درست کیا اور پھونک دی اسمین ایک ہوا جو کہ کس طرف سے آئی

اصل بات یہ ہے۔ کہ جب کوئی کلام کسی شخص کے موند سے کسی کو سنانے کے واسطے نکلتا ہے۔ تو اس وقت ایک شخص اس کلام سنانے والا ہوا کرتا ہے اور دوسرا اس کلام کا سننے والا بولنے والا اپنے کلام کے ایک معنی رکھتا ہے اور اس کلام میں اس کے ایک معنوی غرض ہے۔ وہ اسی معنی اور غرض کی واسطے اس کلام کو بولتا ہے۔ مگر سننے والا غالباً اس کلام کے معنی اور مطلب کو ایسے مذاق و اعتقاد پر ڈالا کرتا ہے جو معنی متکلم کے مذاق اور شن کے مناسب نہیں ہوا کرتے۔ اسی واسطے بولنے والی کو اپنے کلام کے معنی بتانے پڑتے ہیں یا لائق اور نصف سننے والوں کو اس متکلم کا مشن اور طرز ملحوظ رکھ کر متکلم کے کلام کے معنی کرنا چاہئے۔ مثلاً جب سیدنا نبی عرب صلی اللہ علیہ وسلم نے امد لفظ لا الہ الا اللہ یا بسم اللہ میں بولا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ہی جس کے الہام سے آپ نے یہ کلمہ توحید کا لوگوں کو سنا پیر آپ کو اپنے پاک الہام سے آگاہ فرمایا کہ تیرے مخاطب سے عیسائی ہیں جو یسوع کو خدا کا بیٹا مانتے ہیں۔ یا عرب کے مشرک جو فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں کہتے ہیں۔ اللہ کے لفظ سے یقیناً وہ ایسا اللہ سمجھیں گے جو کہ باپ ہو بیٹا ہو بیٹیاں رکھتا ہوا۔

یا تیرے مخاطب مجوسی ہونگے جن کا یہ اعتقاد ہے۔ کہ خداوند یزدان کا ایک دوسرا جوڑی بھی ہے جو کہ شر کا خالق ہے اور جسے من کہتے ہیں اور یزدان ایسا ہے جس کے ماتحت ہزاروں انواع آسمانی روشن ستارے کام کرتے ہیں تو کہہ دے کہ میری مراد اللہ کے لفظ سے وہ چیز نہیں جسے تم اللہ کہتے ہو بلکہ اور چیز ہے۔ جیسے فرمایا۔

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ اللَّهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ لَمْ يَكُنْ

لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ سُوْرَةُ اخْلَاص

ناظرین! یہاں ہی روح کا لفظ تھا اس لفظ کو جب عیسائیوں نے سنا تو لگے اپنے مذاق و اعتقاد پر اس کے معنی بنائے۔ مگر انکو مناسب تھا کہ قرآن کے مذاق اور شن کو دیکھتے اور اسی کے مطابق و مذاق پر قرآن میں روح کے معنی کرتے۔ اگر ان سے اتنا نہ ہوگا تو کم سے کم وہ اتنا تو کرتے کہ عربی زبان کے مطابق قرآنی لفظ روح کے معنی لیتے۔ کیونکہ قرآن کریم عربی میں نازل ہوا پس سم انکو بتاتے ہیں کہ قرآنی لفظ روح قرآن میں کن کن معنوں پر بولا گیا ہے اور پھر بتا دینگے کہ عربی زبان میں اس لفظ کے اور کیا معنی ہیں۔ اس بیان سے بہتوں کو حیرت ہو گئی کہ وہ روح کی تحقیق میں گویا کیسے کیسے غلطی میں پڑے ہیں اور بات کیسی صاف ہے۔

سنو!

اول۔ روح کا لفظ کلام الہی پر بولا گیا ہے اور اس سے قرآن مجید کو روح کہا ہے۔

ثبوت

وَلَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ قَدْ عَلِمَ مَا كُنتُمْ تَدْرِي ۚ مَا الْكِتَابُ
وَلَا الْإِيمَانُ ۚ ۲۵ سر شوری رکوع ۵

۱۔ مخاطب! تو کہہ سے اصل بات تو یہ ہے کہ خود بخود وجود حق نام سدا ہے جو جسے کائنات فرمانبرداری کا مستحق وہ ایک ہے اپنی ذات میں کیا صفات ہیں ہمتا ترکیب تعدد سے پاک وہ اصل مطلب مقصود بالذات بھروسے کے قابل ہر انسان پر ہمارے ایک اندر کچھ جاؤ کہ کھانے پینے کا محتاج بنے۔ اس کے اندر سو کچھ نکلے کہ کسی کا باپ بنے پھر نہ وہ کسی باپ اور بیٹا اس کے وجود میں اس کے بقا میں اس کی صفات میں اس کی ذات میں کوئی اس کا ہمتا اس کا جوڑی نہیں۔

۲۔ اور اس طرح وحی کی تیسے تیر طرح ایک مع روح قرآن (اپنے حکم سے) تجھے کیا خبر تھی کہ کتابا و ایمان کیا ہوتا ہے۔

(۲) يُنَزِّلُ الْمَلَائِكَةَ بِالرُّوحِ مِنْ أَمْرٍ عَلَى مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادٍ أَزْوَاجًا
أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاتَّقُونِ -

سورہ نحل رکوع نمبر ۱۱ سیارہ نمبر ۱۲ -

(۳) يَسْأَلُونَكَ عَنِ الرُّوحِ قُلِ الرُّوحُ مِنْ أَمْرِ رَبِّي وَمَا أُوتِيتُمْ مِنَ الْعِلْمِ
إِلَّا قَلِيلًا +

سورہ بنی اسرائیل رکوع نمبر ۱۱ سیارہ نمبر ۱۵

دوسرا محاورہ روح جبرئیل کو کہا ہے کیونکہ وہ کلام الہی کے لانے والے ہیں جیسے
فرمایا

(۱) نَزَّلَ بِهِ الرُّوحَ الْأَمِينُ عَلَ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ +

سورہ شعرا رکوع نمبر ۱۱ سیارہ نمبر ۱۹

فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَا إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا

لہذا آتا ہے فرشتے روح (کلام الہی) کے ساتھ اپنے حکم سے اس پر جس پر اپنے بدوں سے چاہتا ہے
اور اس کلام میں حکم دیتا ہے۔ کہ ان مشرکوں کو سننا دو کہ اللہ کے سوا دوسرا کوئی نہیں جو کاملہ صفات
سے موصوف اور برائیوں سے منزہ ہو اور فرمانبرداری کا مستحق پس اس کے مندرجہ ذیل رہو
لہذا لوگ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ قرآن کیا چیز ہے تو کہہ دے قرآن وح ہے تیرے رب کی طرف سے
اور تم لوگ تو کم علم ہو کہ ایسی صحیح بات نہیں سمجھتے

تھے روح الامین (جبرئیل) اس قرآن کو تیرے لیے لایا ہے تو کہہ دے تو فرماؤ کہ کوئی فراموشی پر ڈرا نہیں ہوا۔

تھے میں نبی اکرم نے اپنے اور لوگوں کے درمیان ایک پڑھ تو بھیج دیا جسے اللہ فرماتا ہے اس کی طرف اپنا روح تب

قَالَتْ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ اِنْ كُنْتَ نَقِيًّا۔ قَالَ اِنَّمَا اَرْسَلْتُكَ بِرَبِّكَ
لَا هَبْ لَكَ غُلًّا مَّا زَكِيًّا +

سورہ مریم رکوع نمبر ۲ سیپارہ نمبر ۱۳

قُلْ نَزَّلَهُ رُوْحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ

سورہ نحل رکوع نمبر ۱۳ سیپارہ نمبر ۱۴۔

حضرت یسح علیہ السلام چونکہ کلام الہی کے لانے والے اور کلام الہی بندوں کو سمجھانے

والے تھے انکو بھی روح فرمایا جیسے فرمایا

وَكَلَّمْنَاهُ آلْقَاهَا اِلَىٰ مَرْيَمَ وَرُوْحُ مِّنْهُ

انسانی سانس کو بھی قرآن کریم نے روح فرمایا ہے۔ جیسے کہا۔

ثُمَّ جَعَلْنَا مِنْ مِّنْ سُلٰلٰتِهٖ مِنْ مَّاءٍ مَّهِیْنٍ ثُمَّ سَوَّاهُ وَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا

پہنچایا وہ روح ہمارا مریم کے سامنے پورے آدمی کی شکل پر

تھے تب مریم نے کیا میں الرحمن سے تیسرے مقابلے میں حمایت چاہتی ہوں اگر تو جو خدا کا خوف کرنے والا

راہ خدا کی روح جبرائیل فرشتہ کو کہا میں تو حضرت عیسیٰ کو بھیجا ہوں اور اسلئے آیا کہ تجھے

ایک اچھا بچہ دیکھاؤں یہ فرشتہ بشارت دینے کو آیا تھا

تھے تو کہ دے اس قرآن کو روح القدس (جبرائیل) تیسرے رب کی طرف سے اہمیت اہمیت لایا ہے

اور یہ قرآن کامل دستبازی کے ساتھ ہے۔

اور یسح الہی کلمہ ہے (اسی کلام الہی در بشارت خداوندی کا ظہور ہے جو جبرائیل نے تھے) جو

پہنچا مریم کی طرف سے وہ روح ہے۔

اور منبریا۔ سورہ سجدہ۔ رکوع نمبر ۱

قَالَ اسْوَيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيْهِ مِنْ رُّوحِي فَقَعَوْا لَهٗ سَاجِدِيْنَ +
عرب کی اصل زبان میں بھی اسی نفس اور سانس کو روح کہا گیا ہے
دیکھو ذوالرسمہ عرب کے قدیم شاعر کا قول ہے

فَقُلْتُ لَمَّا رَفَعَهَا اِلَيْكَ وَاحِيَهَا

يُرْوِحَكَ وَاجْعَلْ لَهَا اَقْيَسَةً قَدَرًا

تاج العروس شرح قاموس اللغہ میں شعر ذوالرسمہ کا موجود ہے۔

دیکھو روح اور اسی روح کے معنی کلام الہی وغیرہ وغیرہ لکھ کر
کہا ہے۔ سمعت ابا الہشیم یقول الروح اِنَّمَا هُوَ النَّفْسُ الَّذِي يَنْتَفِسُهُ الْاِنْسَانُ هُوَ
فِي جَمِيعِ الْجَسَدِ فَاِذَا خَرَجَ لَا يَتَنَفَسُ بَعْدَ خُرُوجِهِ فَاِذَا تَمَّ خُرُوجُهُ بَعْدَ خَصَاخِجَتِهِ يَغْفِضُ

لہ پر بنائی اولاد آدم کی ایک ایسے خلاصہ سے جو سیال اور گزور ہے پھر ٹھیک رست کیا لکھو
اور پھونک دی اس میں ایک ہوا جو اند کی طرف سے آئی۔

لہ پس جب ٹھیک رست کرو زمین لکھو اور پھونک دوں اس میں اپنی روح تو اسکے لئے گر پڑیو سجد کرتے۔
لہ پس میں نے اسے کہہ دیا اپنے ساتھ دالے کو کہا اس آگ کو اپنے منہ کی طرف اٹھالے۔ اور اسے
روشن و زندہ کر اپنی پھونک سے اور اپنی پھونک کو اس آگ کے واسطے لکھ دیا بنانا مڈھی کی خاطر
لہ سینے اور لہش سے سنا فرماتے تھے روح تو آدمی کی سانس ہی ہے۔ اور وہ تمام نہیں
چلتی ہے اور جب نکلیجاوے تو آدمی سانس نہیں لے سکتا اور جب پوری نکلیجاوے تو آنکھیں اس میں
کھلی رہ جاتی ہیں جب تک بند کیا وین لیکو فارسی زبان میں جہان کہتے ہیں۔ مذکر کا لفظ ہے اور
مونث بھی بولا جاتا ہے

وہو بالفارسیۃ جان یند کر (ویونٹ) انتھی

غالباً الروح عام جاندار کو اسی اسطے کہا ہے جہاں کہا ہے لَا یَتَّخِذُ الرُّوحُ عَرَضًا

بلکہ مقدسہ کتب میں بھی روح وسیع معنی رکھتا ہے بان الہی روح مقدسہ کتب

میں وسیع معنی رکھتا ہے۔ چند اے معنی سُنو جو اس مقام کے مناسب ہیں۔

اس ہوا کے معنی۔ جو پانی پر چلتی ہے۔

زمین ویران اور سمنان تھی اور گہرائیوں کے اوپر اندھیرا تھا اور خدا کی روح

پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ پیدائش باب ۲

اس سانس کے معنی جسے آدمی زندہ ہوتا ہے۔

جب میں تمہاری قبر کو دکھاؤں گا اور تم کو تمہاری قبر و نئے نکالوں گا تب تم جانو

کہ خداوند میں ہوں۔

جب میں اپنے روح تم میں دکھاؤں گا اور تم جیو گے۔

خرقل ۳۷ باب ۱۲۔

کلام الہی کے معنی۔

خداوند کی روح اس ن سے ہمیشہ داؤد پر اترتی رہی۔

۱ سموئیل ۱۶ باب ۱۳۔

بلکہ بُری روح کو بھی خدا کی روح کہا ہے۔ جیسے لکھا ہے پر خداوند کی روح سُال

پر سے چلی گئی اور خداوند کی طرف سے ایک بُری روح اسے تباہ لگی

۱ سموئیل ۱۶ باب ۱۴۔

بعض احادیث میں آیا ہے۔ جاندار چیز کو نشانہ مت بنایا کرو

ہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے یایون کہئے کہ تیرا ن نے حضرت مسیح علیہ السلام کو اپنی روح فرمایا۔ سو جیسے بیان ہو چکا اتنے امر سے حضرت مسیح کا خدا ہونا ثابت نہیں ہو سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اور تیرا ن مجید نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کو اور انسانی مانس کو بھی اپنی روح فرمایا ہے۔

بات یہ ہے کہ تمام مخلوق اللہ تعالیٰ کی ہی مخلوق ہے چنانکہ حضرت مسیح علیہ السلام اسکے خاص بندے اور اسکے کلام کے پہنچانے والے تھے ہو اسلئے انکو اپنی روح فرمایا۔ ایسی اضافتیں ہر زبان میں عزت کے لئے ہوا کرتی ہیں جیسے حضرت صالح ؑ کی وٹنی کو قرآن کریم ناقۃ اللہ اللہ تعالیٰ کی وٹنی منتر ہے اور اچھے بند و کوء عباد اللہ یعنی اپنے بندے منتر ہے

مسیح علیہ السلام کی الوہیت پر جہتہ ردائل مینے نے میں ان سب تعجب انگیزہ دلیل ہے جو قرآنی لفظ کلمۃ سے عیسائیوں نے ماخذ کی ہے عیسائی کہتے ہیں جب حضرت مسیح علیہ السلام خدا کا کلمہ ہوئے تو خدا ہی ہوئے۔

الجواب

اگر قرآنی محاورہ سے کسی چیز کا کلمۃ اللہ ہونا اس چیز کے خدا ہونے کی دلیل ہے تو تمام کلمات الہیہ کو چاہئے کہ خدا ہوں مثلاً قرآن مجید میں وارد ہے۔

وَلَقَدْ سَبَقَتْ كَلِمَتُنَا لِعِبَادِنَا الْمُرْسَلِينَ +

اباس کی تفسیر سنئے کہ وہ کلمہ کیسا ہے۔

لے اور ضرور پہلے ہو چکی بات ہماری۔ ہمارے رسول بندہ کی نسبت

إِنَّهُمْ لَهُمُ الْمَنْصُورُونَ - وَإِنْ جُنَدُكَ لَهُمُ الْغَالِبُونَ

اور سنو

وَالَّذِينَ آمَنُوا هُمْ أَكْثَرُ عِلْمًا يَعْلَمُونَ أَنَّ اللَّهَ مَزَّلَ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ
فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ - وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا
وَعَدًا لَا يُمَدَّلُ لِكَلِمَةٍ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

سیارہ ۲۳ رکوع ۹

اور سنو

وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِينَ كَفَرُوا السُّفْلَى وَكَلِمَةُ اللَّهِ هِيَ الْعُلْيَا
کتاب عبد شمس جبیدین بن کلمۃ اللہ کے معنی کلام خدا اور حکم خدا ہے
میں سنو

اے بے ریبی (اللہ کے رسول) ضرور اللہ تعالیٰ کے یہاں سے مدد دی گئے ہیں اور بے رب ہمارا ہی شکر
اور رسول اور ان کے سچے اتباع ضرور وہی غالب ہیں۔

اے اور وہ جنکو دی ہوئے کلمہ وہ جانتے ہیں بے شک یہ قرآن تیرے رب کی طرف سے اتارا گیا۔ کامل صدف
اور حکمت کے ساتھ پس نہوگا تو ادھی مخاطب یہ نہو جو تو ادھی مخاطب تہو۔

اے اور پورا ہے کلام تیرے رب کا سچائی اور انصاف میں۔ کوئی بھی نہیں جو کہے کلام کو یہ لاوے اور
وہ سنا جاتا ہے۔

اے اور زیر کردیا اللہ تعالیٰ نے کافرت کی بات کو اور زبردست اور پکی ہیں اللہ کی باتیں۔

(۱) لِكَلِمَةِ رَبِّ تَنْبُتُ السَّمَوَاتُ وَبُرُوجُ فِيهِ جَمِيعُ جُنُودِهَا

زبور ۲۳-۶

فَمَا كَانَ فِي تِلْكَ اللَّيْلَةِ حَلَّتْ كَلِمَةُ اللَّهِ عَلَى نَاثَانَ النَّبِيِّ

انجیل الایام کی پہلی کتاب ۷ باب ۳

حَلَّتْ كَلِمَةُ الرَّبِّ عَلَى يُوحَنَّا بْنِ زَكَرِيَّا فِي الْبَرِيَّةِ

لوقا ۳ باب ۲

اسی طرح کے بہت محاورات کتب سابقہ میں موجود ہیں اگر کوئی حیرت انگیز کلمہ اللہ سے عین امتداد ہو سکتی ہے۔ تو تمام وہ نامہ جملے جو انبیاء علیہم السلام اور ان کے پاک اتباع کو مکالمہ الہیہ۔ اور مخاطبہ ربانیہ سے پہنچے چاہئے کہ وہ سب خدا ہوں اعانہ اللہ اصل یہی کہ حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت آپ کی والدہ صدیقہ مریم علیہا السلام کو آپ کے پیدا ہونے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے بشارت کا کلمہ اور آپ کے پیدا ہونے کی خبر دی تھی یا اسلئے کہ آپ خاص حکم الہی سے صدیقہ مریم کو عطا ہوئے۔ آپ کو کلمہ فرمایا اب ہم اس گفتگو کو ایک قرآنی رکوع کے بیان ختم کرتے ہیں۔

إِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ خُذْ هَذَا الصَّلَافَ وَاصْبِرْ عَلَى مَا يَقُولُونَ

لے خداوند کے کلام سے آسمان بنے اور ان کے سارے لشکر اسکے منہ کے دم سے زبور ۲۳-۶۔

لے وہ زمان شب چنان اتفاق افتاد۔ کہ کلام حسد و مذہب ناثان بنی رسید۔

لے خدا کا کلام بیان میں یحییٰ کے بیٹے زکریا کو پہنچا ترجمہ سنہ ۱۴۰۴

یعنی جبکہ اللہ نے اویسیٰ بے شک میں تجھے پورا اجر دینے والا یا رہنے والا ہوں اور اپنے طرف بلند کرنے والا

وَجَاعِلُ الَّذِينَ اتَّبَعُوكَ فَوْقَ الَّذِينَ كَفَرُوا إِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ ثُمَّ إِلَهُكُمْ
فَأَحْكُمْ بَيْنَكُمْ فِي مَا كُنْتُمْ فِيهِ تَخْتَلِفُونَ ۝

فَأَمَّا الَّذِينَ كَفَرُوا فَأَعَذَّ اللَّهُ لَهُمْ عَذَابًا شَدِيدًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ
وَمَالَهُمْ مِنْ نَاصِرِينَ ۝

وَأَمَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ فَيُوَفِّيهِمْ أُجُورَهُمُ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۝
ذَلِكَ نَتْلُوهُ عَلَيْكَ مِنَ الْآيَاتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيمِ إِنَّ مَثَلُ عِيسَى عِنْدَ اللَّهِ مَثَلُ
آدَمَ خَلَقَهُ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ ۝

اور ان منکر دین سے پاک و صاف کرنیوالا ہوں۔ اور کرتا رہو گا تیرے اتباع کو تیرے منکر دن کے قیامت
پھر اول اتباع کا دعویٰ کرنے والا ہوں سب کا مقدمہ میرے پیش ہو گا اور میں حکم کروں گا اور تمہارا۔۔۔ دریا
فیصلہ کروں گا اس مسئلہ میں جس میں تمکو باہم اختلاف ہے۔ تفسیر۔ مسیح علیہ السلام اتباع کے مدعی یا اہل
اسلام ہیں یا عیسائی۔ اور آپ کے منکر دن میں اول درجہ کے منکر یہود ہیں جن کا اصلی ملک کنعان ہے اور
جنگا کعبیر و شلم۔ دوم درجہ پر آپ کے منکر مجوسی و زبیریے درجہ پر مجوس الہند۔ اعلیٰ اتباع اعلیٰ منکر و پیر
حکمران و راونے درجہ کے اتباع اونے منکر و پیر حکمران ہو رہے ہیں۔
لیکن تیرے منکر کو تو سخت عذاب دے دوں گا اور آخرت میں اور کوئی سلطنت انکی حامی نہو گی بلکہ انکا کوئی
حامی نہو گا۔

اور میں ان و جنہوں نے اچھے عمل کئے ہیں انکو پورا اجر ملے گا اور اللہ انکو پسند نہیں کرتا
یہ + بڑھتے ہیں تبصرہ تیری نبوت کے نشانون سے اور تذکرہ ہے حکمت والا اب اللہ وہ فیصلہ دیتا ہے جسکا
اتباع کے باہم اختلاف میں وعدہ فرمایا تھا عیسے آدمی کی طرح ہے آدمی کو اللہ تعالیٰ نے مٹی سے پیدا کیا پھر
اسکو دوسرے تیسرے تو لہی زندگی نبوت کیواسطے منتخب فرمایا اور وہ ایسے ہی ہو گئے۔

الْحَقُّ مِنْ رَبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِينَ فَمَنْ حَاجَلَكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا
جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَى نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ أَنْفُسَنَا
وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَيَجْعَلُ لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الْكَافِرِينَ ۝

إِنْ هَذَا هُوَ الْقَصَصُ الْحَقُّ وَمَا مِنْ إِلَهٍ إِلَّا اللَّهُ وَإِنَّ اللَّهَ لَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝
قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا لِكَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا
نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا
أَرْبَابًا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْرُكُوا بِهَذَا
بِأَسْمَائِهِمْ ۝

یہ ٹھیک دلیل بات ہے تیری بکیرٹ سے کہ حضرت یسح میں بشریت سے بڑھ کر کوئی بات نہیں ہے
مجاہدات عمدہ تعلیم یہ تا میں انبیاء میں ہوا کرتی ہیں حالانکہ وہ بشر ہوا کرتے ہیں پھر کبھی نہ ہو گا تو اور
مخاطب یا کبھی نہ ہو شک کرنے والا۔

اور اگر کوئی نادان اس لیل کے بعد بھی جتین کرے تو ایسے محفون سے یوں مقابلہ چاہئے کہ اسے
سباؤ کر لو اور کہو آؤ بلائیں ولاؤں ہی اور تمہاری دعوتیں تمہاری اور اپنی۔ اور اپنے آدمی اور تمہارے
پھر علامہ غری سے دعا مانگیں کہ الہی لعنت ہو مجھے تو پھر بے ریش صاف اور عمدہ ٹھیک بیان ہے۔ اور اللہ کے
سوا کوئی بھی فرمانبرداری کا مستحق نہیں اور اللہ ہی غالب ہے حکمتوں والا پھر اگر اس پر پیٹھ دین تو جان
اللہ ان ہمد و نکر خوب جانتا ہے تو کہ دے اوکٹا چالو آؤ ایسی بات کی طرف کہ ہمارا اور تمہارے درمیان ایک
ہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے لئے نہ ہو نہ بنے اور شریک نہ کریں اسکے ساتھ کسی چیز کو۔

اور نہ بناے بعض ہمارا بعض کو رب آخہ کی طرح ایک فرمانبرداری اپنے دہر واجب جانے۔ اگر اس مسلم اند
بات کو بھی غافلو نہ کہہ دو گواہ ہو۔ ہم تو ان کے فرمانبردار ہیں مسلمان ہیں

ایک ضروری وعجیب دوش

عام اور مسلم قاعدہ ہے کہ جبکہ کسی اثر کے قبول کرنے والی چیز کو کسی وقت اور اثر کرنے والی چیز سے تعلق و اثر ہو جاتا ہے۔ یہی قدر متاثر اور اثر کے لینے والی چیز متاثر اور اثر کرنے والی چیز کے اتوار و صاف سے متلون و موصوف ہو جاتی ہے۔ کون نہیں جانتا کہ لوہا جب تیز آگ میں ڈالا جاتا ہے تو آگ کے آثار اور اوصاف سے متاثر نہیں ہو جاتا مجھے تو یقین ہے کہ اگر لوہے کو اس وقت گویائی کی طاقت عطا ہو جاوے تو کہہ دے۔

انا الناس رین بھی آگ ہوں

یا کسی نصف اور عادل حاکم کا دیانت دار اور اپنی نوکر میں حسرت و چالاک نوکر گورن کے وقت اپنی گورنمنٹ کا خطی طور کا نوڈ نہیں مہوتا۔ مجھے تو یقین ہے کہ ایسے ماتحت کی حکم عدولی و اس بغاوت۔ اسکی گورنمنٹ کی حکم عدولی ہے۔

ایسا ہی

اللہ تعالیٰ کی مقدس و ہمہ طاقت جناب میں اگر کسی انسان کو تعلق اور اللہ تعالیٰ کی پاک جناب میں کسی سعادتمند کو اپنی قوت ایمان و صالحہ اعمال کے باعث میل جول ہو جاتا ہے۔ تو اسکو معتد ایمان و صالحہ اعمال کے عنایت ربانیہ سے ایسا فیض

اور انعام حاصل ہوتا ہے کہ وہ شخص منظر انوار اور برکات اللہ بنجائے۔
حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی کرامی ذات کو حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ
کی محلے بارگاہ سے ایسا تقرب و تعلق ہوتا ہے کہ وہ اگر کسی سے محبت کرتے ہیں تو
صرف اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے باعث اور کسی سے ناراض ہوتے ہیں تو
صرف اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے باعث انکی کمان الہی کان سے وہ سخت رکھتی
ہے کہ دونوں کمانوں کے دو قلاب سے دو کے ایک ہی نظر آتے ہیں۔ اور
چونکہ عنایات ربانہ کا منظر ہونا کامل عبودیت اعلیٰ درجہ کے عجز و انکسار اور
ایکے اخلاص کے ساتھ استقامت و استقلال کا نتیجہ ہوا کرتا ہے اور حضرات انبیاء
کرام اور انکی جانشینان پاک و اولیاء عظام کو صلوات اللہ و سلام علیہم الیٰ یوم القیام
جو عبودیت و خالص استقامت و غیرہ وغیرہ میں عامہ خلایق سے ممتاز اور کافہ
انام سے بڑھ کر خصوصیت رکھتے ہیں۔
ایسا واسطے خاص خاص عنایات ایزدی کے مورد بنتے ہیں کہ انکی نسبت یہ کلمات
سنائے جاتے ہیں۔

اِنَّ الدِّیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ

بے ریب وہ لوگ جو تجھ سے منہ زبانی و داری تو ریسے اتباع کا معاہدہ کرتے وہ اللہ
تعالیٰ سے معاہدہ کرتے ہیں۔

اور ان پر بقدر انکے عبودیت کے اس مکالمہ الہیہ اور مخاطبت ربانہ کا نزول ہوتا ہے
جسے الہامی الہامات میں روح القدس اور ہولی گھوسٹ کہتے ہیں۔
جیسے قرآن کریم میں آیا ہے۔

وَجَدَ لَكَ اَوْحَيْنَا اِلَيْكَ مَرْحَامًا مِنْ اَمْرِنَا

بھی توحید نے التثیث اور تثلیث نے التوحید تھری ون اور ون تھری کی منہر
نہا۔ بلکہ عیسائی نہ سمجھ کر شرک میں گرفتار ہو گئے اور نہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ جب اپنے پاک
اشخاص نسبتاً علیہم الصلوٰۃ والسلام کو دنیا کی ہدایت کیلئے مبعوث فرماتا ہے
تو جو کچھ وہ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانا ہوا کرتا ہے۔

انکا اور انکے کلام کا اتباع عین اللہ تعالیٰ کی اتباع ہوا کرتا ہے۔ انکا اور انکے کلام
ماننا عین اللہ تعالیٰ کا ماننا ہوتا ہے گویا وہ اللہ تعالیٰ اور کلام الہی تین ہیں مگر ایک ہیں۔ اور
کبھی انکے اتباع سے کوئی سعادت منہ بقدر طاقت۔ اللہ تعالیٰ کی جناب میں پوری
عبودیت کے ساتھ استقامت اور خلاص سے نزول روح القدس کی لیاقت
پیدا کرتا ہے۔ تو الوہیت کاملہ اس بندے کی عبودیت پر روح القدس کا فیضان
فرماتی ہے۔

اللهم اجعلنی من الملمین الصادقین

صفحہ ما کتاب ابطال الوہیت مع

صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط	صفحہ	غلط
۱	۱	۱۸	۱۶	۱۸	۱۶	۱۸	۱۶
۲	۲	۱۹	۱۸	۱۹	۱۸	۱۹	۱۸
۳	۳	۲۰	۱۹	۲۰	۱۹	۲۰	۱۹
۴	۴	۲۱	۲۰	۲۱	۲۰	۲۱	۲۰
۵	۵	۲۲	۲۱	۲۲	۲۱	۲۲	۲۱
۶	۶	۲۳	۲۲	۲۳	۲۲	۲۳	۲۲
۷	۷	۲۴	۲۳	۲۴	۲۳	۲۴	۲۳
۸	۸	۲۵	۲۴	۲۵	۲۴	۲۵	۲۴
۹	۹	۲۶	۲۵	۲۶	۲۵	۲۶	۲۵
۱۰	۱۰	۲۷	۲۶	۲۷	۲۶	۲۷	۲۶
۱۱	۱۱	۲۸	۲۷	۲۸	۲۷	۲۸	۲۷
۱۲	۱۲	۲۹	۲۸	۲۹	۲۸	۲۹	۲۸
۱۳	۱۳	۳۰	۲۹	۳۰	۲۹	۳۰	۲۹
۱۴	۱۴	۳۱	۳۰	۳۱	۳۰	۳۱	۳۰
۱۵	۱۵	۳۲	۳۱	۳۲	۳۱	۳۲	۳۱
۱۶	۱۶	۳۳	۳۲	۳۳	۳۲	۳۳	۳۲
۱۷	۱۷	۳۴	۳۳	۳۴	۳۳	۳۴	۳۳
۱۸	۱۸	۳۵	۳۴	۳۵	۳۴	۳۵	۳۴
۱۹	۱۹	۳۶	۳۵	۳۶	۳۵	۳۶	۳۵
۲۰	۲۰	۳۷	۳۶	۳۷	۳۶	۳۷	۳۶
۲۱	۲۱	۳۸	۳۷	۳۸	۳۷	۳۸	۳۷
۲۲	۲۲	۳۹	۳۸	۳۹	۳۸	۳۹	۳۸
۲۳	۲۳	۴۰	۳۹	۴۰	۳۹	۴۰	۳۹
۲۴	۲۴	۴۱	۴۰	۴۱	۴۰	۴۱	۴۰
۲۵	۲۵	۴۲	۴۱	۴۲	۴۱	۴۲	۴۱
۲۶	۲۶	۴۳	۴۲	۴۳	۴۲	۴۳	۴۲
۲۷	۲۷	۴۴	۴۳	۴۴	۴۳	۴۴	۴۳
۲۸	۲۸	۴۵	۴۴	۴۵	۴۴	۴۵	۴۴
۲۹	۲۹	۴۶	۴۵	۴۶	۴۵	۴۶	۴۵
۳۰	۳۰	۴۷	۴۶	۴۷	۴۶	۴۷	۴۶
۳۱	۳۱	۴۸	۴۷	۴۸	۴۷	۴۸	۴۷
۳۲	۳۲	۴۹	۴۸	۴۹	۴۸	۴۹	۴۸
۳۳	۳۳	۵۰	۴۹	۵۰	۴۹	۵۰	۴۹
۳۴	۳۴	۵۱	۵۰	۵۱	۵۰	۵۱	۵۰
۳۵	۳۵	۵۲	۵۱	۵۲	۵۱	۵۲	۵۱
۳۶	۳۶	۵۳	۵۲	۵۳	۵۲	۵۳	۵۲
۳۷	۳۷	۵۴	۵۳	۵۴	۵۳	۵۴	۵۳
۳۸	۳۸	۵۵	۵۴	۵۵	۵۴	۵۵	۵۴
۳۹	۳۹	۵۶	۵۵	۵۶	۵۵	۵۶	۵۵
۴۰	۴۰	۵۷	۵۶	۵۷	۵۶	۵۷	۵۶
۴۱	۴۱	۵۸	۵۷	۵۸	۵۷	۵۸	۵۷
۴۲	۴۲	۵۹	۵۸	۵۹	۵۸	۵۹	۵۸
۴۳	۴۳	۶۰	۵۹	۶۰	۵۹	۶۰	۵۹
۴۴	۴۴	۶۱	۶۰	۶۱	۶۰	۶۱	۶۰
۴۵	۴۵	۶۲	۶۱	۶۲	۶۱	۶۲	۶۱
۴۶	۴۶	۶۳	۶۲	۶۳	۶۲	۶۳	۶۲
۴۷	۴۷	۶۴	۶۳	۶۴	۶۳	۶۴	۶۳
۴۸	۴۸	۶۵	۶۴	۶۵	۶۴	۶۵	۶۴
۴۹	۴۹	۶۶	۶۵	۶۶	۶۵	۶۶	۶۵
۵۰	۵۰	۶۷	۶۶	۶۷	۶۶	۶۷	۶۶
۵۱	۵۱	۶۸	۶۷	۶۸	۶۷	۶۸	۶۷
۵۲	۵۲	۶۹	۶۸	۶۹	۶۸	۶۹	۶۸
۵۳	۵۳	۷۰	۶۹	۷۰	۶۹	۷۰	۶۹
۵۴	۵۴	۷۱	۷۰	۷۱	۷۰	۷۱	۷۰
۵۵	۵۵	۷۲	۷۱	۷۲	۷۱	۷۲	۷۱
۵۶	۵۶	۷۳	۷۲	۷۳	۷۲	۷۳	۷۲
۵۷	۵۷	۷۴	۷۳	۷۴	۷۳	۷۴	۷۳
۵۸	۵۸	۷۵	۷۴	۷۵	۷۴	۷۵	۷۴
۵۹	۵۹	۷۶	۷۵	۷۶	۷۵	۷۶	۷۵
۶۰	۶۰	۷۷	۷۶	۷۷	۷۶	۷۷	۷۶
۶۱	۶۱	۷۸	۷۷	۷۸	۷۷	۷۸	۷۷
۶۲	۶۲	۷۹	۷۸	۷۹	۷۸	۷۹	۷۸
۶۳	۶۳	۸۰	۷۹	۸۰	۷۹	۸۰	۷۹
۶۴	۶۴	۸۱	۸۰	۸۱	۸۰	۸۱	۸۰
۶۵	۶۵	۸۲	۸۱	۸۲	۸۱	۸۲	۸۱
۶۶	۶۶	۸۳	۸۲	۸۳	۸۲	۸۳	۸۲
۶۷	۶۷	۸۴	۸۳	۸۴	۸۳	۸۴	۸۳
۶۸	۶۸	۸۵	۸۴	۸۵	۸۴	۸۵	۸۴
۶۹	۶۹	۸۶	۸۵	۸۶	۸۵	۸۶	۸۵
۷۰	۷۰	۸۷	۸۶	۸۷	۸۶	۸۷	۸۶
۷۱	۷۱	۸۸	۸۷	۸۸	۸۷	۸۸	۸۷
۷۲	۷۲	۸۹	۸۸	۸۹	۸۷	۸۹	۸۷
۷۳	۷۳	۹۰	۸۹	۹۰	۸۸	۹۰	۸۸
۷۴	۷۴	۹۱	۹۰	۹۱	۸۹	۹۱	۸۸
۷۵	۷۵	۹۲	۹۱	۹۲	۹۰	۹۲	۸۹
۷۶	۷۶	۹۳	۹۲	۹۳	۹۱	۹۳	۸۹
۷۷	۷۷	۹۴	۹۳	۹۴	۹۲	۹۴	۸۹
۷۸	۷۸	۹۵	۹۴	۹۵	۹۳	۹۵	۸۹
۷۹	۷۹	۹۶	۹۵	۹۶	۹۴	۹۶	۸۹
۸۰	۸۰	۹۷	۹۶	۹۷	۹۵	۹۷	۸۹
۸۱	۸۱	۹۸	۹۷	۹۸	۹۶	۹۸	۸۹
۸۲	۸۲	۹۹	۹۸	۹۹	۹۷	۹۹	۸۹
۸۳	۸۳	۱۰۰	۹۹	۱۰۰	۹۸	۱۰۰	۸۹
۸۴	۸۴	۱۰۱	۱۰۰	۱۰۱	۹۹	۱۰۱	۸۹
۸۵	۸۵	۱۰۲	۱۰۱	۱۰۲	۱۰۰	۱۰۲	۸۹
۸۶	۸۶	۱۰۳	۱۰۲	۱۰۳	۱۰۱	۱۰۳	۸۹
۸۷	۸۷	۱۰۴	۱۰۳	۱۰۴	۱۰۲	۱۰۴	۸۹
۸۸	۸۸	۱۰۵	۱۰۴	۱۰۵	۱۰۳	۱۰۵	۸۹
۸۹	۸۹	۱۰۶	۱۰۵	۱۰۶	۱۰۴	۱۰۶	۸۹
۹۰	۹۰	۱۰۷	۱۰۶	۱۰۷	۱۰۵	۱۰۷	۸۹
۹۱	۹۱	۱۰۸	۱۰۷	۱۰۸	۱۰۶	۱۰۸	۸۹
۹۲	۹۲	۱۰۹	۱۰۸	۱۰۹	۱۰۷	۱۰۹	۸۹
۹۳	۹۳	۱۱۰	۱۰۹	۱۱۰	۱۰۸	۱۱۰	۸۹
۹۴	۹۴	۱۱۱	۱۱۰	۱۱۱	۱۰۹	۱۱۱	۸۹
۹۵	۹۵	۱۱۲	۱۱۱	۱۱۲	۱۱۰	۱۱۲	۸۹
۹۶	۹۶	۱۱۳	۱۱۲	۱۱۳	۱۱۱	۱۱۳	۸۹
۹۷	۹۷	۱۱۴	۱۱۳	۱۱۴	۱۱۲	۱۱۴	۸۹
۹۸	۹۸	۱۱۵	۱۱۴	۱۱۵	۱۱۳	۱۱۵	۸۹
۹۹	۹۹	۱۱۶	۱۱۵	۱۱۶	۱۱۴	۱۱۶	۸۹
۱۰۰	۱۰۰	۱۱۷	۱۱۶	۱۱۷	۱۱۵	۱۱۷	۸۹
۱۰۱	۱۰۱	۱۱۸	۱۱۷	۱۱۸	۱۱۶	۱۱۸	۸۹
۱۰۲	۱۰۲	۱۱۹	۱۱۸	۱۱۹	۱۱۷	۱۱۹	۸۹
۱۰۳	۱۰۳	۱۲۰	۱۱۹	۱۲۰	۱۱۸	۱۲۰	۸۹
۱۰۴	۱۰۴	۱۲۱	۱۲۰	۱۲۱	۱۱۹	۱۲۱	۸۹
۱۰۵	۱۰۵	۱۲۲	۱۲۱	۱۲۲	۱۲۰	۱۲۲	۸۹
۱۰۶	۱۰۶	۱۲۳	۱۲۲	۱۲۳	۱۲۱	۱۲۳	۸۹
۱۰۷	۱۰۷	۱۲۴	۱۲۳	۱۲۴	۱۲۲	۱۲۴	۸۹
۱۰۸	۱۰۸	۱۲۵	۱۲۴	۱۲۵	۱۲۳	۱۲۵	۸۹
۱۰۹	۱۰۹	۱۲۶	۱۲۵	۱۲۶	۱۲۴	۱۲۶	۸۹
۱۱۰	۱۱۰	۱۲۷	۱۲۶	۱۲۷	۱۲۵	۱۲۷	۸۹
۱۱۱	۱۱۱	۱۲۸	۱۲۷	۱۲۸	۱۲۶	۱۲۸	۸۹
۱۱۲	۱۱۲	۱۲۹	۱۲۸	۱۲۹	۱۲۷	۱۲۹	۸۹
۱۱۳	۱۱۳	۱۳۰	۱۲۹	۱۳۰	۱۲۸	۱۳۰	۸۹
۱۱۴	۱۱۴	۱۳۱	۱۳۰	۱۳۱	۱۲۹	۱۳۱	۸۹
۱۱۵	۱۱۵	۱۳۲	۱۳۱	۱۳۲	۱۳۰	۱۳۲	۸۹
۱۱۶	۱۱۶	۱۳۳	۱۳۲	۱۳۳	۱۳۱	۱۳۳	۸۹
۱۱۷	۱۱۷	۱۳۴	۱۳۳	۱۳۴	۱۳۲	۱۳۴	۸۹
۱۱۸	۱۱۸	۱۳۵	۱۳۴	۱۳۵	۱۳۳	۱۳۵	۸۹
۱۱۹	۱۱۹	۱۳۶	۱۳۵	۱۳۶	۱۳۴	۱۳۶	۸۹
۱۲۰	۱۲۰	۱۳۷	۱۳۶	۱۳۷	۱۳۵	۱۳۷	۸۹
۱۲۱	۱۲۱	۱۳۸	۱۳۷	۱۳۸	۱۳۶	۱۳۸	۸۹
۱۲۲	۱۲۲	۱۳۹	۱۳۸	۱۳۹	۱۳۷	۱۳۹	۸۹
۱۲۳	۱۲۳	۱۴۰	۱۳۹	۱۴۰	۱۳۸	۱۴۰	۸۹
۱۲۴	۱۲۴	۱۴۱	۱۴۰	۱۴۱	۱۳۹	۱۴۱	۸۹
۱۲۵	۱۲۵	۱۴۲	۱۴۱	۱۴۲	۱۴۰	۱۴۲	۸۹
۱۲۶	۱۲۶	۱۴۳	۱۴۲	۱۴۳	۱۴۱	۱۴۳	۸۹
۱۲۷	۱۲۷	۱۴۴	۱۴۳	۱۴۴	۱۴۲	۱۴۴	۸۹
۱۲۸	۱۲۸	۱۴۵	۱۴۴	۱۴۵	۱۴۳	۱۴۵	۸۹
۱۲۹	۱۲۹	۱۴۶	۱۴۵	۱۴۶	۱۴۴	۱۴۶	۸۹
۱۳۰	۱۳۰	۱۴۷	۱۴۶	۱۴۷	۱۴۵	۱۴۷	۸۹
۱۳۱	۱۳۱	۱۴۸	۱۴۷	۱۴۸	۱۴۶	۱۴۸	۸۹
۱۳۲	۱۳۲	۱۴۹	۱۴۸	۱۴۹	۱۴۷	۱۴۹	۸۹
۱۳۳	۱۳۳	۱۵۰	۱۴۹	۱۵۰	۱۴۸	۱۵۰	۸۹
۱۳۴	۱۳۴	۱۵۱	۱۵۰	۱۵۱	۱۴۹	۱۵۱	۸۹
۱۳۵	۱۳۵	۱۵۲	۱۵۱	۱۵۲	۱۵۰	۱۵۲	۸۹
۱۳۶	۱۳۶	۱۵۳	۱۵۲	۱۵۳	۱۵۱	۱۵۳	۸۹
۱۳۷	۱۳۷	۱۵۴	۱۵۳	۱۵۴	۱۵۲	۱۵۴	۸۹
۱۳۸	۱۳۸	۱۵۵	۱۵۴	۱۵۵	۱۵۳	۱۵۵	۸۹
۱۳۹	۱۳۹	۱۵۶	۱۵۵	۱۵۶	۱۵۴	۱۵۶	۸۹
۱۴۰	۱۴۰	۱۵۷	۱۵۶	۱۵۷	۱۵۵	۱۵۷	۸۹
۱۴۱	۱۴۱	۱۵۸	۱۵۷	۱۵۸	۱۵۶	۱۵۸	۸۹
۱۴۲	۱۴۲	۱۵۹	۱۵۸	۱۵۹	۱۵۷	۱۵۹	۸۹
۱۴۳	۱۴۳	۱۶۰	۱۵۹	۱۶۰	۱۵۸	۱۶۰	۸۹
۱۴۴	۱۴۴	۱۶۱	۱۶۰	۱۶۱	۱۵۹	۱۶۱	۸۹
۱۴۵	۱۴۵	۱۶۲	۱۶۱	۱۶۲	۱۶۰	۱۶۲	۸۹
۱۴۶	۱۴۶	۱۶۳	۱۶۲	۱۶۳	۱۶۱	۱۶۳	۸۹
۱۴۷	۱۴۷	۱۶۴	۱۶۳	۱۶۴	۱۶۲		

اشقہا

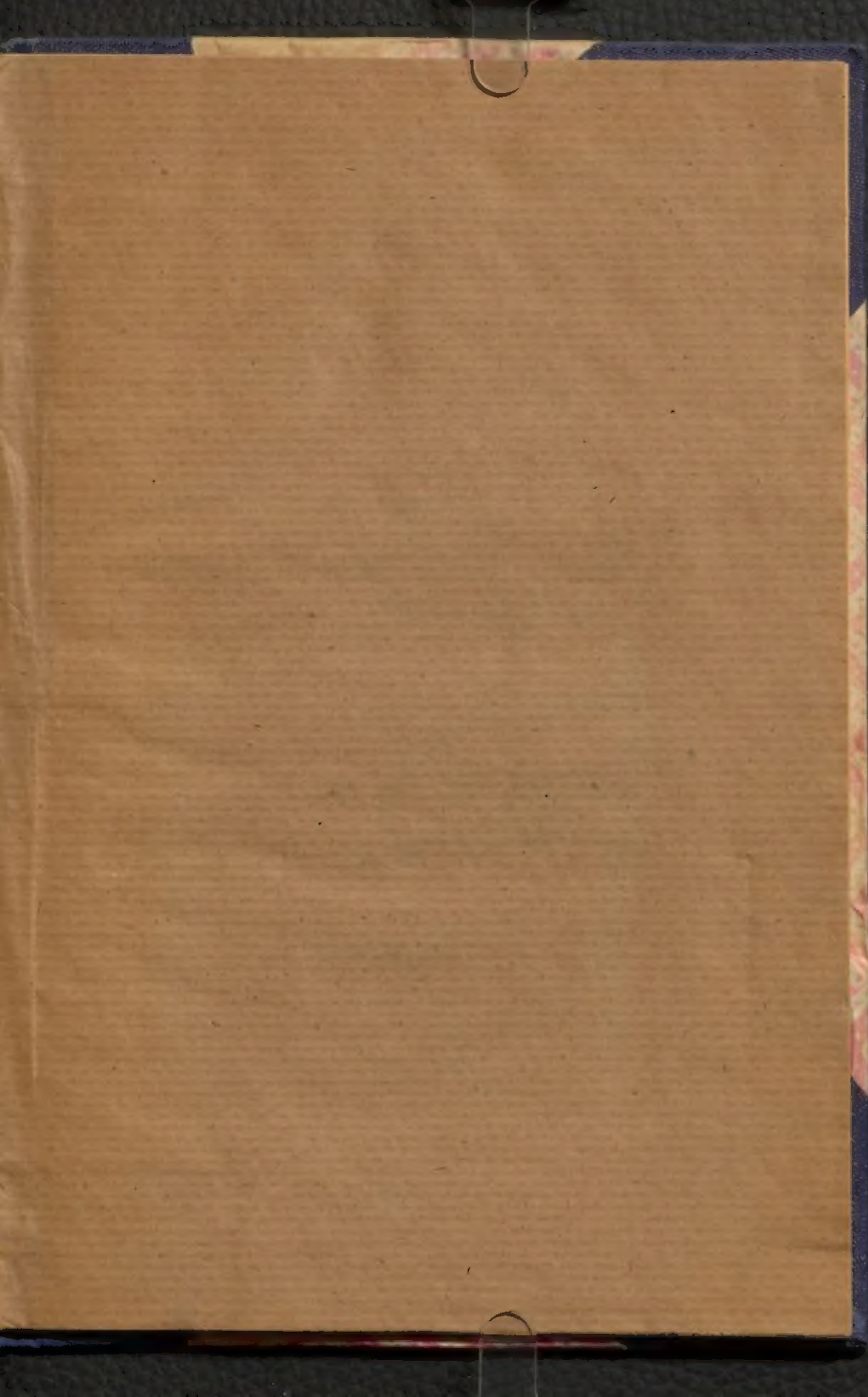
اسلامیہ پریس لاہور

مین ہر قسم کی چھپائی کا

کام بحفایت تمام چھپتا

سے قدر ان قدر دانی فرمیں

کے لئے خوش منہ طبع



908

203

